کشف الحقائق



یعنی

شیعت کیا ہے

کشف الحقائق

یعنی

شیعت کیا ہے

مؤلف

ابو عبداللہ

نام کتاب .... کشف الحقائق (یعنی شیعت کیا ہے)

مصنف .... ابو عبداللہ

ناشر .... انجمن محبان صحابہ واہلبیت رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

کمپوزنگ .... محمد سعد دار الکتابت

قیمت ....

تعداد ....

حق

چار یار

رضی اللہ تعالیٰ اجمعین

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	حروف زریں از شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول صاحب مدظلہ العالی	۵
۲	حروف زریں از حضرت مولانا شفیع اللہ صاحب مدظلہ العالی	۷
۳	نگاہ اولین	۹
۴	مقدمہ	۱۳
۵	عرض مؤلف	۲۰
۶	تاریخ روافض (شیعت)	۲۲
۷	شیعت کی تخریب کاریاں تاریخ کے آئینہ میں	۳۷
۸	عقائد شیعت	۴۲
۹	توہین باری تعالیٰ	۴۳
۱۰	توہین انبیاء و انکار ختم نبوت	۴۸
۱۱	تحریف قرآن	۵۱
۱۲	توہین صحابہ و اہل بیت واطہار	۵۶
۱۳	توہین اہلسنت	۶۰
۱۴	متعہ	۶۶
۱۵	تقیہ ، متعہ	۷۲
۱۶	رجعت	۷۵
۱۷	تاریخ وتدوین فقہ جعفریہ	۸۱



اللہ کے نام پاک سے ہے آغاز ہمارے کاموں کا
بے مثل محبت ہے جس کی جو رحم و کرم میں ہے یکتا

حروف زریں

شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول صاحب مدظلہ العالی

الحمد الله الذى هدنا لهٰذا وما كنا لنهتدى لولا ان هدانا الله والصلاة والسلام على افضل الخليفة والانبياء وعلى آله و صحبه البررة الاتقياء وعلى من اتبعهم الى يوم البقاء •

اما بعد! فمن منن الله جل مجده واحسانا ته الشاملة افضلها الاسلام وبه النجاة فالله سبحانه وتعالى بعث رسله لهداية عباده ولتعليمهم ما جاء وابه من الله ففى هذاالابلاغ شدائد لا يحتملها الا الذين خلقهم الله بعلمه مستعدين لتحمل عباء الرسالة وهم ذوات الانبياء عليهم السلام وتلامذتهم من الصحابة والساهمين اشاعة ما امرو باشاعته من الدين القيم والناس متفقون ان الانبياء عليهم السلام بلغوا الرسالة وادوا الامانة وما تركوا كسراً فى هذا واما الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين فالامة متفقون انهم افضل بعد الانبياء فاذا سئل اليهود من افضل الناس فيكم بعد الانبياء يقولون ان الذى صحبوهم وكذا يقول النصارىٰ واذا سئل الروافض عن الصحابة رضى الله عنهم فيقولون هم افسق الناس واكفر الناس فالله سبحانه ينتقم منهم اشدا لانتقام فالله سبحانه جعل شبابنا فى

هذه الادوار الاخرة مفدين انفسهم فى حمايتهم وقاموا سباق الجد قولا و عملاً وتاليفا مغادرين رحمهم انفسهم كانهم جيش من جيوش الله فى ميادن الجهاد علىٰ خلاف اعداء الصحابة •

ثبت هم الله علىٰ هذا وكن الله عونا لهم فيما يردون آمين •

حضرت مولانا قاری محمد شفیع اللہ صاحب مدظلہ العالی

﴿ترجمہ﴾

ہر قسم کی حمد و ستائش اس بابرکت ذات کے لئے ہے جس نے ہمیں زیور ہدایت سے آراستہ کیا اور اگر وہ ہدایت رحمت فرما کر ہماری دستگیری نہ فرماتے تو ہم کہاں ہدایت یافتہ ہو سکتے تھے؟ اور درود و سلام ہو اس آقا پر جو سارے جہاں میں افضل و بے مثال اور سب انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں، اور آپ کی پاکیزہ فطرت اور سعادت مند جماعت آل و اصحاب (رضی اللہ عنہم) پر اور ان سب لوگوں پہ جو قیامت تک ان کی اتباع و تابعداری سے سرفراز ہوں گے۔ امابعد!

اللہ سبحانہ تعالیٰ کے بے شمار و بیکراں انعامات و احسانات میں سے سب سے اعلیٰ و برتر احسان و نعمت اسلام کی دولت عظمیٰ ہے، اور اسلام ہی کی بدولت انسانیت نجات و چھٹکارا حاصل کر سکتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی اور ان کی تعلیم و تربیت کے لئے انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا، انہوں نے انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیمات سے روشناس کرایا اور حق کا پیغام پہنچایا۔ اس پیغام رسانی میں جن مشکلات و مصائب اور تکالیف کا سامنہ تھا اسے صرف اور صرف وہ ہی باہمت لوگ برداشت کر سکتے تھے جنہیں قدرت خداوندی نے اپنی علمیت کی بناء پر اس مشکل کام کا بیڑہ اٹھانے کے لئے ہمہ وقت مستعد و تیار پیدا فرمایا تھا۔ تاکہ وہ رسالت نبوت کی ذمہ داری کو بخوشی اٹھالیں، اور یہ نفوس قدسیہؓ جو ان عظیم صفات کے حاملین تھے انبیاء علیہم السلام اور ان کے تلامذہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی بابرکت جماعت پر مشتمل تھے اور ان کے علاوہ وہ لوگ بھی اس سعادت مند جماعت کے افراد تھے جنہوں نے اس دینی دعوت و پیغام کو دوسروں تک پہنچایا اور

خوب تگ و دوڑ کی جس کے پہنچانے کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔

تمام انسان اس امر پر متحد و متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اجمعین نے پیغام خداوندی کو احسن طریقے سے لوگوں تک پہنچایا اور امانت کا بوجھ اپنے کندھوں سے اتار دیا، اور انہوں نے دعوت و تبلیغ اور پیغام رسانی میں ذرہ بھر کوتاہی نہیں کی۔ رہے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تو اس بات پر بھی سب لوگ متفق و متحد ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی جماعت کے بعد سب افضل و اعلیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت ہے۔ جب یہودیوں سے یہ دریافت کیا جاتا کہ تم لوگوں میں انبیاء علیہ السلام کے بعد افضل جماعت کن لوگوں کی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ: ''ان لوگوں کی جنہوں نے انبیاء علیہ السلام کی صحبت کو اپنایا و پایا ہو اور بالکل نصاریٰ بھی اسی طرح جواب دیتے تھے۔

لیکن جب روافض یعنی شیعہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ سب لوگوں میں (نعوذ باللہ) زیادہ کفر کرنے والے اور فساق و فجار ہیں۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ ان سے بہت سخت انتقام لے اور لے رہے ہیں کہ اس نے اس آخری زمانہ میں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دشمنوں کی سرکوبی کیلئے ایسے نوجوان پیدا کر کے انہیں ہمت و جرات عطا کی جو صحابہ کرام کے لئے اپنی جانوں کو نچھاور کرنا باعث سعادت مندی سمجھتے ہیں اور ہمہ تن و ہمہ وقت اپنے قول و فعل اور اپنی تألیفات سے اس میدان جہاد میں کود پڑنے کو تیار رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو اس مؤقف پر ثابت قدم رکھے اور ان کا سب سے بڑا معین و مددگار ہو۔ آمین ثم آمین

نگاہ اولین

از عبدالصمد بلوچ

تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت سے جو چپقلش خیر اور شر کے مابین شروع ہوئی تھی، ظہور اسلام کے ساتھ ہی وہ معرکہ کی شکل اختیار کر گئی، یہی وجہ ہے کہ اسلام کے قلب وجگر اور اس کے اعصاب پر جو شدید حملے ہوئے کوئی دوسرا مذہب اس کی ہرگز تاب نہ لاسکتا تھا اسی لئے اسلام کے ابتدائی دور ہی میں

الکفر ملة واحدة

کی عملی تفسیر رافضیت کہیں یا شیعت ابلیس لعین کے مضبوط ہتھیار کے طور پر سامنے آئی۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ شیعت کا بنیادی مقصد دین اسلام کی شکل کو مسخ کرنا تھا، مگر عام مسلمانوں میں موجود وحدانیت کا پُرجلال تصور، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باکمال شخصیت اور عقیدہ ختم نبوت، قرآن و حدیث کی تعلیمات سنت نبوی اور اصحاب رسولؐ سے والہانہ عقیدت شیعت کی راہ میں بنیادی رکاوٹیں تھیں اور یہ بات یہودی فطانت کا مظہر مجوسی ثقافت کا رنگ لئے ایرانی طاقت اور وسائل پر پرورش پانیوالے نصاریٰ و بتوں کے پجاری مشرکین کے حلیف رافضی شیعہ بخوبی جانتے تھے اسی لئے عقیدۂ توحید کو کاری ضرب لگانے کی غرض سے اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض افراد کو شخصیت پرستی کے لئے شہرت دی اور حضرت علیؓ کی الوہیت کی داستانیں گھڑیں اسلاف کو ناقابل اعتماد بنانے کے لئے باہم عداوتوں اور نفرتوں کی خلیج پیدا کرنے کی کوشش کی گئی نظام خلافت اور عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف عقیدہ امامت وضع کیا گیا قرآنی تعلیمات سے دور کرنے کے لئے قرآن

مجید کے خلاف شکوک وشبہات کو جنم دیا گیا جس نے عقیدۂ تحریف قرآن کی شکل اختیار کر لی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں اپنی خرافات گھڑ کر آئمہ عظام کی طرف منسوب کیں یعنی کہ انہوں نے اپنی بیمار ذہنیت کا ثبوت دیتے ہوئے کہیں تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تعن و تشنیع کے تیر برسائے کہیں اللہ رب العزت پر افترا باندھا اور کہیں خرافات کا مجموعہ عقائد گھڑے یہاں تک کہ سانحہ کربلا کے محرک ہونے کے باوجود اپنے مقاصد کیلئے سانحہ کربلا کو شہرت دی اور غم والم کا عجیب منظر بنا دیا کہ محرم شروع ہوتا ہے فضا میں یکدم تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ میراثیوں کی چاندی ہو جاتی ہے' خطباء اپنے پورے سال کی شکم سیری کے انتظام میں لگ جاتے ہیں گھر گھر میں لذت کام ودہن کے عجیب شیریں نمونے تیار ہوتے ہیں کہیں دیگیں دم پخت ہو رہی ہیں تو کہیں مفرح شربت اڑائے جارہے ہیں اس کے باوجود کوٹھوں سے مساجد تک دیکھ لیجئے شہادت حسین کے سوگ میں اجتماع ہو رہے ہیں تو کہیں تعزیوں نے رونق کا سماں کیا ہوا ہے مرثیے کی تال پر ماتم کے نام پر بھنگڑا ڈالنے والے ایک صاحب سے استفسار کیا تو کہنے لگے:

میں بھی غم حسین میں شریک ہوں مگر
خالی شکم مجھ سے رویا نہیں جاتا

یعنی کہ سانحہ کربلا کا تمسخر بنا کر سمجھتے ہیں گویا یہی اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے کیونکہ محرم کی پوری آمریت میں تمام ممکنہ ذرائع ابلاغ پر ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ذہنوں میں یہ بات راسخ کی جاتی ہے کہ ۶۰ ھ کے بعد اسلام کا مستقبل اس واقعہ سے وابستہ ہے گویا کہ اسلام کی آفاقیت کو سکیڑ کر اس واقعہ میں پرو دیا گیا۔ حالانکہ شہادت عثمانؓ ذوالنورین اس سے زیادہ المناک سانحہ تھا سانحہ کربلا کے پروپیگنڈے سے انہوں نے جہاں شہادت عثمانؓ پر پردہ ڈالا وہاں شخصیت پرستی کے لئے اشخاص کی بھیڑ بھی جمع

کر لی تھی حالانکہ اسلام شخصیت پرستی کا مذہب نہیں ہے۔

اسلام دراصل نام ہے اللہ کے اس دین کا جو اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور صحابہؓ اور اسلافؒ امت کے توسط سے ہم تک پہنچا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد صحابہؓ کی استقامت و اخلاص اور اللہ کی نصرت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں اپنی اصل شکل میں نافذ ہو چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ہر شخص کی نجات کی صرف یہی صورت ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسلام کے دامن سے وابستہ رکھے اب اسلام کسی کا نہیں بلکہ ہر کوئی اسلام کا محتاج ہے اسلام کا یہ اصول اتنا سخت ہے کہ پیغمبر (نوح علیہ السلام) کا بیٹا بھی اس سے مستثنیٰ نہیں شخصیت پرستی کے فروغ سے شیعت کا اصل مقصد اس اصول سے بغاوت کی راہ ہموار کرنا تھا کہ قرآن وسنت اور اعتماد صحابہؓ کی بنیاد پر قائم اس دین اسلام میں گمراہی کا راستہ کھولا جا سکے اسکے لئے انہوں نے ہر وہ حربہ استعمال کیا جس کو تخریب اسلام کہا جاتا ہے اور یہ ان حضرات میں کوئی معیوب فعل بھی نہیں ہے کیونکہ ان کی مذہبی تعلیمات بھی اس کے موافق ہیں مثلاً

> ”حق حکمرانی صرف شیعوں یا ان کے آئمہ کا ہے اور شیعوں کا فرض ہے کہ تمام سنی حکومتوں کو تباہ کرتے رہیں اور اگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور سنی حکومت میں اطمینان سے رہے تو خواہ یہ کتنے ہی متقی ہوں عذاب کے مستحق ہوں گے۔“ (اصول کافی جلد دوئم ص ۲۰)

اور اس پر مستزاد یہ کہ شیعت میں کشش پیدا کرنے کے لئے انتہائی شرمناک لغو اور خرافات پر مبنی عقائد کا اضافہ کیا اور کسی ذہن میں ان عقائد کے اضافہ کیا اور کسی ذہن میں ان عقائد کے خلاف میلان نہ رہے اس کے لئے جہاں اس فکر کو فروغ کر دیا گیا کہ:

''حبِ علی کے ساتھ کوئی معصیت نقصان نہیں پہنچا سکتی''

وہاں امام باقرؒ کی طرف منسوب مسئلہ طینت کو بھی ذہنوں میں راسخ کیا گیا کہ

''شیعہ کی پیدائش بہشت کی مٹی سے ہوئی ہے اور سنی کی پیدائش جہنم کی مٹی سے ہوئے ہے اس لئے شیعہ کو کوئی گناہ نقصان نہ پہنچائے گا اور سنی کو کوئی نیکی فائدہ نہ پہنچائے گی۔'' (اصول کافی جلد دوئم ص ۲)

یعنی کہ

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

مختصر یہ کہ شیعت اپنا زہر پھیلاتی رہی اور انتظام خداوندی کے تحت امت کو اس زہر کا تریاق میسر آتا رہا تریاق کی تاثیر کے سامنے باطل نے اپنے زہر کے اثر کو زائل ہوتا دیکھ کر ایرانی انقلاب کی شکل اختیار کر لی حکومت و وسائل اور جدید ذرائع ابلاغ کی دستیابی نے باطل میں ایک نئی روح پھونک دی مگر یہ نئی زندگی انشاء اللہ اس کے لئے پیام موت ہوگی مگر اس بات کا انحصار اس سنت اللہ پر ہے کہ:

ان لیس الا انسان الا ماسعی

بقول اقبال

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جسے خود اپنی حالت بدلنے کا

مطلب یہ کہ اس فتنہ کی سنگینی کو ہماری قوم کتنی جلدی سمجھتی ہے اور اس کے خلاف کتنی غیرت وحمیت اور چستی و بیداری کا ثبوت دیتی ہے۔ تخریب اسلام کا سرچشمہ اور سب سے طویل العمر فتنے سے آگاہ کرنے اور ردعمل پر تیار کرنے والی کوششوں کی ایک کڑی اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے اسے غور سے پڑھیئے اور پھر سوچیں اور فیصلہ کریں کہ اس سلسلے میں آپ پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

مقدمہ

مولانا قاری حفیظ الرحمٰن صاحب مدظلہ

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد!

شیعہ مذہب یہود و مجوس کی مشترکہ پیدوار ہے جس کا مقصد وجود ہی اسلام کے نام پر اسلام اور امت مسلمہ کو حتی الامکان نقصان پہنچانا ہے اور تباہ و برباد کرنا ہے ان کے عقائد اسی نقطہ نظر سے شرک و کفر کی حدود کو چھوتے ہیں اس مذہب میں آئمہ اہل بیت کو انبیاء کرام کے مقام سے بلند اور خدائی تصرفات کا مالک بنادیا ہے قرآن مجید اور صحاح ستہ کے بے مثال مجموعہ ہائے حدیث کو نا قابل اعتبار قرار دیا گیا ہے جھوٹ اور فریب دہی کو اخلاقیات کا بنیادی پتھر ٹھہرایا گیا ہے اور اسلامی کریکٹر کی تباہی کیلئے متعہ جیسی حیاسوز بدکاری کو صرف یہی نہیں کہ رواج عام دیا گیا بلکہ اس کی فضیلت میں بے شمار احادیث و آثار گھڑ لئے گئے ہیں جبکہ دوسری جانب امت مسلمہ کی بربادی کیلئے ان لوگوں نے وحی الہی کے مخاطبین اول اور اسلام کے اصل حاملین یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کافر و مرتد قرار دیکر ان کی اور ان کے پیروکاروں کی عداوت و دشمنی اور ان کی ایذاءرسانی و بربادی کو اپنا اصل الاصول قرار دیا ہے۔

امت مسلمہ کی تاریخ میں تباہی و بربادی کے بڑے حادثے پیش آئے ہیں ان کے پیچھے انہی لوگوں کا ہاتھ کارفرمارہا ہے تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی کے پس پردہ یہی ہاتھ کارفرما نظر آتا ہے جس میں ایک کروڑ چھیاسی لاکھ مسلمان مارے گئے خود ہندوستان کی تاریخ میں میر جعفر' میر صادق' میر قاسم علی وغیرہ جن کی وجہ سے بنگال میں سراج الدولہ اور میسور میں سلطان ٹیپو کی مسلم سلطنتیں انگریزوں کے ہاتھو چلی گئیں یہ سارے غداران ملک وملت اور ننگ ہائے دین وملت کون تھے جن کے بارے میں

علامہ اقبال نے کہا تھا:

جعفر از بنگال وصادق از دکن　　ننگ ملت، ننگ دین، ننگ وطن

غرض شیعہ مذہب کا مقصد وجود ہی یہ ہے کہ حقیقی اسلام و مسلمانوں کو روئے زمین سے ختم کر دیا جائے اور یہودی شریعت اور مجوسی قوم پرستی کے معجون مرکب کو اسلام کے نام پر اقتدار اور سربلندی عطا کی جائے اس طرح کے مسلسل تجربات کی روشنی میں اسلام کی مکمل تباہی کا منصوبہ محمد بن حسن عسکری (امام غائب اور مہدی......) کی آمد سے وابستہ کر رکھا ہے چونکہ ان کے عقیدے کے مطابق اسلام اور مسلمانوں کی اس ہمہ گیری تباہی کیلئے جو جنگی کاروائی ہوگی اسی کا نام جہاد ہے اس لئے انہوں نے جہاد بھی امام غائب سے وابستہ کر رکھا ہے اور علامہ خمینی کی آمد کو وہ اس کی تمہید سمجھتے ہیں.........سازشوں کے ذریعہ اہل سنت کی بربادی کے سامان مہیا کر رکھے ہیں علامہ خمینی نے آتے ہی اجرائے جہاد (یعنی اہل سنت کے خلاف شیعوں کی مذہبی فوج کشی) کا فتوی دیا تھا مگر افسوس کہ اب بھی ہمارے بہت سے بھائی ایران کے اس انقلاب کو سمجھ نہیں پائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بتایا کہ تم یہود و نصاریٰ کی راہ پر چلو گے جیسا کہ جامع ترمذی میں حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آپ کا ارشاد گرامی موجود ہے کہ **لتر کبن سنة من قبلکم** (تم ضرور پہلوں کی راہ پر چلو گے) اور اسی طرح مشکوۃ المصابیح میں بحوالہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حدیث کے الفاظ ہیں **لیأتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل** (میری امت پر وہ دن ضرور آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا یہ بھی ان کے قدم بقدم چلیں گے) جبکہ ایک طبقہ اہل حق کا ہمیشہ موجود رہے گا جس کی وجہ سے امت میں گمراہی استقرار نہ پکڑ سکے گی اور باطل حق پر غالب نہ آئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محولہ بالا ارشادات کی روشنی میں جس طرح یہود و نصاریٰ دونوں ملتیں اصل راہ سے

بھٹک گئیں اس ملت مسلمہ میں بھی ان کی راہ پر لوگ چلیں گے یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اہل کتاب کہلاتی ہیں اور دونوں کافر ہیں۔

گو ہر ایک کے کفر کی راہ مختلف ہے یہودیوں کا کفر عداوت کی راہ سے آیا ہے انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے خاصان خدا کے ساتھ بغض و عداوت کی راہ اختیار کی اور کفران کا مقدر بنا گویا ان کے مذہب کی بنیاد نظام عداوت ٹھرا' یہودیوں کی طرف نصاریٰ بھی کافر ہیں لیکن ان کے کفر کی بنیاد بے جاہ محبت ہے انہوں حضرت مریم کو خدا کی بیوی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا سمجھا اور اس طرح بے جاہ محبت کی راہ سے کافر ہوئے بعینہ اسی طرح امت مسلمہ میں بھی دو طبقے اٹھے ایک طبقہ جس نے خاصان خدا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ عداوت قائم کی ان کو برا بھلا کہا ان پر بہتان باندھا ان پر سب وشتم کیا اس طبقہ میں کلینی سے لیکر خمینی تک تمام رؤسا کفر ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) بھی لکھتے ہیں کہ یہود اور شیعہ میں واضح مشابہت موجود ہے منہاج السنۃ ج ا ص ۱۵۔

دوسرا طبقہ اس امت میں نصاریٰ کی راہ پر چلا اور انبیاء اولیاء کی نسبت کفر وشرک کی دلدل میں جا پھنسا فی الحال یہ ہمارا موضوع کلام نہیں۔

یہود کی خصوصیات اور ان کے تاریخی خدوخال کی ایک جھلک زیر بحث طبقہ کو سمجھنے میں ممد و معاون ہوگی۔

(۱) نسلی حقوق کا دعویٰ (۲) ماتمی جلوس نکالنا (۳) بارہ اماموں کے سائے (۴) اللہ کی کتابوں میں تحریف (۵) گائے کے قد کا جانور بنانا اسے مولا ٹھہرانا اور اس کا جلوس نکالنا۔ (۶) خاک شفا اٹھائے پھرنا اس میں زندگی کی روح ماننا (۷) اظہار تعزیت میں اپنے آپ کو مارنا (منہ پر تھپڑ اور سینہ کوبی وغیرہ) (۸) حضرت

ہارون کا نام لینا اور ان کی پیروی نہ کرنا (۹) القدس کی عقیدت اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی (۱۰) تقیہ کی دوہری پالیسی کہ اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ۔

یہ دس باتیں بعینہ اس طبقہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہودیوں کی پیروی ان میں اتنی واضح ہے کہ محققین کہہ اٹھے ہیں کہ عبداللہ بن سبا کی اصل یہود سے تھی۔ یہود اپنے دور عروج میں اقوام عالم کا مذہبی مرکز تھے روحانی قیادت کا تاج انہی کے سر پر تھا جب اس قوم نے اپنی ذمہ داری کا حق ادا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری نسل بنو اسماعیل کو عروج بخشا بنو اسرائیل رقابت اور حسد کی آگ میں جلنے لگے مگر ان سے کچھ بن نہ پڑتا تھا یہ سامنے آنے کی پوزیشن میں بھی نہ رہے تھے ارض خیبر سے بھی نکالے جا چکے تھے اور دوسری طرف قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں بنو اسماعیل (خلفاء راشدین) کے سامنے سرنگوں ہو چکی تھیں روم و ایران پر اسلام کا جھنڈا لہرا رہا تھا اور تمام دوسری اقوام لرزہ براندم تھیں انھیں مسلمانوں کے علیحدہ رہن اور ان کے مختلف طور عبادت سے دشمن کو پریشانی نہ تھی انھیں مسلمانوں کا سیاسی عروج کھائے جا رہا تھا انھوں اب یہ تدبیر کی کہ مسلمانوں میں گھس کر انکے نظام خلافت کو کمزور اور پھر برباد کیا جائے ان کا ایک ایجنٹ عبداللہ بن سبا دعوی اسلام کے ساتھ اسلام کی صفوں میں داخل ہوا اور خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو کمزور کرنے کیلئے پہلے صوبائی گورنروں کے خلاف ایک مہم چلائی اور پھر حالات اس طرح ترتیب دیئے کہ نظام خلافت برباد ہوا اور سیدنا عثمان گھر بیٹھے دوران تلاوت شہید کر دیئے گئے اب ان لوگوں نے یہ تدبیر کی کہ حکومت اسرائیلی نے اپنے ہاتھ میں نہ لیں بنو اسماعیل کو ہی آپس میں لڑایا جائے انھوں نے اپنے پورے دباؤ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے خوارج کا فتنہ کھڑا کر دیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ان لوگوں کی دوسرے فتح تھی مؤخر الذکر سانحہ سے

شیعان علی کی تاریخ بدترین عنوان سے شروع ہوئی مشہور مستشرق A.J.Arbery لکھتا ہے:

"شیعوں نے اسلام کے مستحکم قلعے میں ایک دروازہ کھول دیا اس دروازے سے تمام لوگ آ جا سکتے تھے اور کوئی فکری مخالفت کسی کی راہ میں حائل نہ تھی"۔ بحوالہ میراث ایرن ص 157

مسلمانوں (اہل السنۃ والجماعۃ) اور شیعہ میں اختلافات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ فروعی درجہ کا اختلاف نظر نہیں آتا بلکہ یہ اختلاف اصولی نوعیت کا ختلاف ہے۔

اصول دین تین ہیں:

۱۔ توحید ۲۔ رسالت ۳۔ آخرت

(۱) شیعہ حضرات نے توحید کے چشمہ صافی کو گدلا کرنے کیلئے اس کی ساتھ عدل کا اضافہ کیا ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر عدل واجب ہے اہل سنت عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ضابطے اس کے ماتحت ہیں وہ خود کسی ضابطے کے ماتحت نہیں چاہے عدل فرمائے چاہے مجرموں کو چھوڑ دے کوئی اس کو پکڑنے والا نہیں بڑے بڑے نیکو کاروں کو سخت آزمائش میں ڈال دے کوئی اس کو روکنے والا نہیں تقدیر اس کے تحت ہے یہ عدل کے خلاف نہیں۔

(۲) رسالت کو واحد سرچشمہ دین سمجھنے کے خلاف انھوں نے امامت کا عقیدہ قائم کیا بارہ امام مامور من اللہ قرار دیئے جن سے اللہ تعالیٰ ہم کلام رہا ان کا ماننا پیغمبروں کی طرح فرض ٹھہرا ان کا انکار کفر قرار پایا اس عقیدے سے رسالت واحد سرچشمہ دین نہ رہا امامت نبوت کے متوازی ایک ایسا ہی منصب ہے اور اس عقیدے سے انسان ختم نبوت کا اعتقاد کھو بیٹھتا ہے۔

(۳) آخرت کے مقابل انھوں نے رجعت کا عقیدہ گھڑا کہ حشر سے پہلے

بڑے بڑے لوگوں اور بڑے بڑے مجرموں کو پھر اس دنیا میں آنا ہوگا یہ دور امام مہدی کا دور ہوگا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور امام مہدی کی بیعت کریں گے اس دور میں مجرموں کو پھانسیوں پر لٹکایا جائے گا اور ان پر حدیں جاری ہونگی اور یہ عمل قیامت سے پہلے ہوگا عقیدہ رجعت سے اسلام کا عقیدہ آخرت بہت مخدوش ہو جاتا ہے۔

اسی طرح شیعہ کے اصول دین چھ ہوئے توحید' عدل 'رسالت' امامت' رجعت اور آخرت مگر ان کے علماء عقائد رجعت کو اصول کا درجہ نہیں دیتے اور اصول دین صرف پانچ بیان کرتے ہیں رجعت پر اعتقاد رکھتے ہیں مگر اسے اصول دین میں شامل نہیں کرتے۔

لہذا اصول دین میں اختلاف فروعی نہیں اصول کہلائے گا چنانچہ حافظ ابن سبکی (771ھ) تحریر کرتے ہیں:

إن خطاء المعتزلی والرافضی قطعی والمسئلة قطعية

(طبقات الشافعیہ ج ۱ ص ۲۰۲)

''معتزلی اور رافضی کی (اعتقادی) غلطی قطعی درجہ کی ہے (جس میں دوسری رائے کا احتمال نہیں) اور مسئلہ زیر بحث قطعی درجے کا ہے۔''

(ماخوذ از عبقات تالیف ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہ)

ایران میں خمینی انقلاب بالفاظ دیگر شیعہ انقلاب جس کو ہمارے سادہ لوح مسلمان اپنی سادگی اور ناواقفیت میں اسلامی انقلاب سے تعبیر کرتے ہیں کہ بعد ایران کو آئینی طور پر بالکل شیعہ اسٹیٹ بنا دیا گیا ہے وہاں کے اہل سنت جواب شیعہ کی محلاتی سازشوں کے نتیجے میں اقلیت میں تبدیل ہو گئے ہیں مجبور محض ہیں جن کی مذہبی آزادی سلب ہے اور اپنے مذہبی حقوق سے محروم ہیں اور انھیں آئے دن حکومتی مظالم کا سامنا

ہے جس کی خبر تک ایران سے باہر نہیں جانے دی جاتی۔ ایرانی حکومت اپنے توسیع پسندانہ عزائم کے تحت پڑوسی اسلامی ممالک پر بھی اپنا سیاسی تسلط قائم کرنے کی خواہاں ہے اس کا پہلا ہدف عراق تھا جہاں اس کو ناکامی کا سامنا ہوا سعودعرب میں سیاسی مظاہرے اور حرمین کے اردگرد جلوس وہاں بے چینی پیدا کرنے اور سعودی حکومت کو کمزور کرنے کی سعی لاحاصل سب کے علم میں ہے۔ اسی طرح پاکستان میں بھی شیعہ انقلاب کی راہیں ہموار کرنے کے عمل کا آغاز انقلاب ایران کے بعد ہو چکا ہے اور یہاں کی سادہ لوح دین سے گہری عقیدت رکھنے والی عوام اور بالخصوص نسل نو کو اپنا ہم نوا بنانے کیلئے اردو زبان میں شیعہ مذہب کو متعارف کرایا جا رہا ہے اور ان اصل دین سے متنفر کرنے کیلئے صحابہ دشمنی پر مبنی لٹریچر باقاعدہ مفت فراہم کیا جا رہا ہے اور اس سلسلہ میں خانہائے فرہنگ ایران اہم کردار ادا کر رہے ہیں اور شیعہ لابی نے باقاعدہ اپنے سیاسی پلیٹ فارم تشکیل دے کر اپنا سیاسی کردار شروع کر دیا ہے جیسا کہ خمینی نے اس سلسلہ میں عارف حسینی کو اپنا پہلا نمائندہ پاکستان کیلئے نامزد کیا تھا جبکہ محلاتی سازشوں کے ذریعے پاکستان کی بیوروکریسی ذرائع ابلاغ سمیت دیگر شعبہ ہائے حکومت ان کی گرفت میں ہیں اور محرم الحرام و دیگر مواقع پر مذہبی جلوسوں کی شکل میں اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ بھی ان کے عزائم کو سمجھنے کیلئے کافی ہے اور اہل سنت کے جن مقتدر علماء نے ان کے عزائم کے خلاف عوامی شعور بیدار کرنے کی کوشش کی وہ شیعہ دہشت گردی کا شکار ہوئے۔

لہذا اہل سنت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ شیعہ مذہب کی تاریخ ان کے عقائد ونظریات سے واقفیت حاصل کر کے اپنی اور نسل نو کے عقائد کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے اور اسی طرح ان کے ناپاک سیاسی عزائم کو سمجھتے ہوئے ملک وملت کی پاسداری وپاسبانی کا حق ادا کرے۔

عرض مؤلف

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ

خاتم الانبیآء والمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

عزیز من پینترے بدلتی رافضیت کے اوچھے اور نیچ ہتکھنڈوں سے ہر صاحب ایمان کا دل آتش فشاں بنا رہتا ہے اور ہر وہ شخص جس میں ذرا بھی ایمان موجود ہو اس کے دل میں یہ خواہش مچل رہی ہوتی ہے کہ کاش کوئی رافضیت کے ظلم کدہ کو بھی مسمار کرے۔

سلام امیر عظیمت مولانا حق نواز جھنگویؒ پر کہ موجودہ دور میں بھی ظلمتوں کے اندھیرے میں مینارۂ نور بن گئے۔ آج قافلہ حق میں شامل ہر سرفروش اس چراغ کا ایندھن بننا اپنی سعادت سمجھتا ہے، جو امیر عظیمتؒ نے روشن کیا تھا رافضیت کے خلاف یہ جدوجہد کوئی نئی نہیں ہے بلکہ اس جہاد کا تسلسل ہے جو صدیوں سے جاری ہے مگر موجودہ دور میں جدوجہد رافضیت پر ایسی کاری ضرب ہے جس کی مثال ماضی میں بھی نہیں مل سکتی۔

رافضیت اس کاری ضرب سے ایسی بوکھلائی کہ ماضی کے بوسیدہ اور انتہائی اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئی اور ماضی کی طرح تاریخ کو مسخ کر کے حقائق پر پردہ ڈالا جا رہا ہے کہ کچھ عرصے بعد جھوٹ کو ایک تاریخی سند حاصل ہو جائے کہیں مسلمانوں کے مابین عداوتوں کے پہاڑ کھڑے کر کے میدان انگورہ کو ہموار کیا جا رہا ہے اور کہیں میڈیا جدید تعلیم اور ثقافت کی آڑ میں اپنی مشنری سرگرمیاں جاری رکھتے ہوئے سیاسی تسلط کی راہ ہموار کی جاری ہے اور اسی سلسلے میں آئمہ اربعہ کے باہمی اختلاف سے رافضیت کوئی فائدہ نہ اٹھا سکی تو کہیں دیوبندی اور بریلوی مکاتب فکر کے مابین فساد کھڑا کیا تو کہیں اہلحدیث اور بیسیوں غیر مقلد گروہوں کو ہوا دی اور باہم ایکدوسرے کے مابین خانہ جنگی کی کیفیت پیدا کی گویا کہ سیاسی تسلط کے لئے زنگ آلود ہتھیار پھر میدان میں

پہنچ چکے تھے مگر ان عقل کے اندھوں کو کون سمجھائے کے نہ شیعہ سنی بھائی بھائی کا نعرہ ہمیں بہکا سکا ہے اور نہ ہمارے باہمی اختلاف اتنے بڑے ہیں کہ ہم شیعت کو نظر انداز کر دیں۔

مختصر یہ کہ رافضیت کے سیاسی تسلط کے خلاف جدو جہد میں حصہ ادا کرنے کا میرا بھی ارادہ تھا مگر قلم کے میدان سے میری کوئی آشنائی نہیں تھی لہٰذا اس فتنہ پر اپنی معروضات پیش کرنے سے ہمیشہ پہلو تہی کرتا رہا مگر بعض احباب کی طرف سے اصرار بڑھا تو رافضیت پر اپنے مطالعہ کا حاصل پیش کرنے بیٹھ گیا چونکہ ضخیم کتب پر تو اکابرینؒ نے بہت کام کیا ہے لہٰذا اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے میری یہ کاوش آپ کے سامنے ہے افادیت کے پیش نظر امان اللہ ملک صاحب (ایڈوکیٹ) کی کتاب نفاذ شریعت اور فقہ جعفریہ کا ایک باب تاریخ تدوین فقہ جعفریہ بھی شامل کیا گیا ہے چونکہ اس کتاب میں اہل تشیع کے سب سے بڑے گروہ امامیہ ہی کو موضوع بنایا گیا ہے جو اپنے آپ کو فقہ جعفریہ کا حامل بتاتے ہیں۔ جناب امان اللہ ملک صاحب نے جامعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جس اختصار سے فقہ جعفریہ کی نقاب کشائی کی ہے بے شک قابل ستائش ہے مزید میں اپنے دیگر احباب کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اس سلسلے میں میری بھر پور مدد کی۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ میری اس کاوش کو قبول فرما کر بھٹکے ہوؤں کو راہ ہدایت اور ہمارے لئے جنت کا خزانہ بنا۔ آمین ثم آمین

دعائے خیر کا طالب

اطہر

تاریخ روافض (شیعت)

شیعت کا لغوی مطلب گروہ یا فرقہ ہے اور رافضیت کا لغوی مطلب چھوڑ دینے والا ہے چونکہ یہ لوگ اسلام کو چھوڑ کر اندرونی طور پر ایک گروہ یا فرقہ بن گئے تھے اس لئے ان کو شیعہ یا رافضی کہا جاتا ہے۔

تاریخ شیعت کو ہم تین ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ا:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جب یہ لوگ عبداللہ بن ابی سمیت بعض دیگر سرداران منافقین کے ساتھ الگ الگ گرہوں میں تقسیم تھے۔

۲:...... حضرت عثمانؓ کے دور میں جب عبداللہ بن سباء نے ان تمام گروہوں کو منظم کیا اور نظریت امامت ان میں متعارف کرایا۔

۳:...... عبیداللہ ثقفی سے لیکر آل بویہ تک جب ان کے عقائد کی تدوین ہوتی رہی۔

اس سے پہلے کہ ہم ان تین ادوار کو بیان کریں ہم آپ کو یثرب کے حالات سے آگاہ کرتے چلیں۔

اس وقت یثرب میں مشرکین عرب کے دو بڑے اور بااثر قبائل اوس اور خزرج کے علاوہ اشوری اور رومی مظالم سے بھاگ کر آنے والے یہودی بھی بڑی تعداد میں آباد تھے، جو کہ عربی رنگ میں رنگ جانے کے باوجود بھی نسلی عصبیت اور قومی تفاخر میں مبتلا تھے جادو ٹونہ، جھاڑ و پھونک، اور فال گیری کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا صاحب علم وفضل اور اسرائیلی عصبیت کی وجہ سے اپنے آپ کو قائد وپیشوا اور عربوں کو انتہائی حقیر سمجھتے تھے اور صرف یہی نہیں بلکہ یثرب کی معیشت پر بھی مکمل کنٹرول ان یہود ہی کا تھا کیونکہ یہود کو دولت کمانے کے فنون میں بہت مہارت تھی یثرب کی تجارت تو تھی

ہی انکے ہاتھ میں مگر ان کی زیادہ دلچسپی سودی لین دین میں تھی اس کے لئے وہ عرب شیوخ اور سرداروں کو سود پر رقمیں دیا کرتے تھے جس کو شیوخ اور سردار حصول شہرت کے لئے بے دریغ فضول خرچ کر دیتے تھے اور یہود ان سے قرض کی رقوم کے بدلے قرض داروں کی زمینیں' کھیتیاں اور باغات رہن رکھوا لیتے اور چند سال گذرنے کے بعد خود ان کے مالک بن جاتے تھے یہی نہیں بلکہ یہود جنگ وفساد کی آگ بھڑکانے میں بھی بڑے ماہر تھے یہ لوگ قبائل کو ایکدوسرے کے خلاف لڑاتے اور خود تماشہ دیکھتے اور دشمنی کے آگ ٹھنڈی نہ ہونے دیتے تاکہ سودی لین دین کی بدولت ڈھیر نفع کمائیں یثرب میں یہود کے تین مشہور قبائل تھے۔

۱۔ بنو قینقاع (یہ یثرب کے اندر رہتے تھے اور خزرج کے حلیف تھے)

۲۔ بنو نضیر (یہ یثرب کے اندر رہتے تھے اور خزرج کے حلیف تھے)

۳۔ بنو قریظہ (یہ یثرب کے اطرف میں رہتے تھے اور اوس کے حلیف تھے)

ایک مدت سے یہی قبائل اوس اور خزرج کے مابین جنگ بُعاث کے شعلوں میں عربوں کو ایندھن بنا کر اہل عرب کو اپنے معاشی شکنجہ میں جکڑ رہے تھے اور اب یہ یہودی ایک سازش کے تحت طویل عرصے سے باہم دست وگریباں اوس اور خزرج قبائل کو اپنے حلیف اور آلہ کار عبداللہ بن ابی بن سلول کی سربراہی پر متفق کر چکے تھے اور اس کی بادشاہت کی تیاریاں زوروں پر تھیں تاکہ یہودی عربوں کو صرف معاشی طور پر ہی نہیں بلکہ مکمل طور پر غلام بنا سکیں۔

یہ سن ہجری کے ابتدائی ایام تھے اور جمعۃ المبارک کا دن تھا اس دن نہ صرف عبداللہ بن ابی کی بادشاہت کا خواب چکنا چور ہو گیا بلکہ یہود کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔ کیونکہ یثرب مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بن چکا ہے اور اللہ کے آخری نبیؐ مدینہ تشریف لا چکے جو تمام تعصبات سے بالاتر ہر انسان کو انسان کی غلامی سے نکل کر

صرف اللہ کی غلامی کے سایۂ عافیت میں آنے کی ترغیب دیتے تھے۔

اور اس وقت تو یہود کے علم و فضل کا غرور اور پیشوائیت کا بت پاش پاش ہو گیا جب ان کے سب سے بڑے عالم حصین بن سلام نے یہود کی نظر میں انتہائی حقیر قوم عرب کے ایک شخص جو اللہ کے آخری نبی بھی تھے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے اور عبداللہ بن سلام بن کر اسرائیلی تفاخر کی دھجیاں اڑا دیں یہی وجوہات تھیں کہ یہود مسلمانوں سے سخت متنفر تھے کیونکہ تعصب نے انہیں اندھا اور بہرا کر دیا تھا اسی تعصب کی وجہ سے یہود نے ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا بازار گرم رکھا [1] در آتش انتقام میں یہود نے بدر و احد اور خندق کے معرکوں میں اپنی تمام صلاحیتیں مسلمانوں کے خلاف استعمال کیں مگر فتح مکہ کے بعد تو ان کے تمام ارادوں پر اوس پڑ گئی اور اب جبکہ یہ مسلمانوں کو کسی میدان میں شکست نہ دے سکے تو اپنی فطرت کے زیر اثر انہوں نے گھر کا بھیدی بن کر لنکا ڈھانے کی سوچی اور یہ لوگ منافقت کی آڑ میں مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی' سعد بن حنیف' زید بن الصلت' نعمان اونی ابن عمرو' راضع بن حریملہ' سلسلہ ابن برہام' رفاعہ بن زید' کنانہ ابن صوریا ان لوگوں سمیت بڑے بڑے یہود ان کے سرخیل تھے اور انہوں نے اسی وقت مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی مگر خود ایک فرقہ بن گئے جس کی طرف قرآن نے واضح اشارہ دیا۔

ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا
دینھم و کانوا شیعاً ○

''مسلمانو! مشرکین میں سے نہ ہو جانا جنہوں نے دین
اسلام میں تفریق پیدا کی اور شیعہ ہو گئے۔'' (سورۂ روم آیت نمبر ۳۱/۳۲)

ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعاً لست منھم فی شیٔ

بے شک جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈالا اور شیعہ ہو گئے

(اے نبیؐ) تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں'' (سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۵۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء میں سب سے آخر زمانہ ہے اور آپؐ نے منافقت کے پردے میں چھپے اس دشمن سے آگاہ ہونے کے بعد فرمایا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یظھر فی آخر الزمان قوم یسمعون الرافضۃ یرفضون الاسلام

''جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگی جو رافضہ ہوگئی اور جو اسلام سے نکل جائے گی''

(مسند احمد ج ا ص ۱۰۳)

صرف یہی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان روافض کی واضح نشانی بھی بتائی:

عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاتی بعدی قوم لھم نبز یقال لھم الرافضہ فان ادرکتھم فاقتلھم فانھم مشرکون قال قلت یا رسول اللہ ما العلامۃ لھم اوفیھم قال یقرظونک ما لیس فیک و یطعنون علی السلف وینتحلون حبنا اھل البیت ولیسوا کذلک ورأیت ذلک یسبون ابابکرؓ وعمرؓ

''حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ایک قوم ہوگی جسے رافضی کہا جائے گا اگر تم انہیں پاؤ تو ان سے قتال کرو کیونکہ وہ مشرک ہوں گے حضرت علیؓ کے استفسار پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی علامتیں بتائیں کہ وہ تمہاری

ذات میں غلو کریں گے اور اسلام پر طعن کریں گے اور اہل بیت کی
محبت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ وہ ہماری محبت سے خالی ہوں گے اور
ابو بکرؓ اور عمرؓ کو برا بھلا کہیں گے (گالیاں دیں گے)"

(دار قطنی صواعق محرقہ ص ۱۳ ابن حجر ہیثمی)

مگر منافقت کے پردے میں چھپے شیعوں (روافض) نے اپنی رشیہ دوانیوں اور سازشوں کا جال بڑی منافقت اور شاطر بازی سے پھیلایا اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے فوراً بعد ارتداد اور منکرین زکوٰۃ کے جو فتنے پیدا ہوئے وہ بھی شیعوں (روافض) کی زیر زمین تحریک کا نتیجہ تھے، جن کو خلیفۃ الرسول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے فضل سے بڑے تدبر اور فراست سے ختم کر دیا اور خود اپنے یارِ غار سے جا ملے آپ کے بعد جناب فاروق اعظمؓ نے بھی اللہ کے فضل سے دنیا کی دو عظیم الشان سپر طاقتوں روم کی عیسائی اور ایران کی مجوسی سلطنتوں کی دھجیاں اڑا کر اسلام کا جھنڈا بلند کیا مگر ہنگامے اور فتوحات کے اس دور میں بھی آستین کے سانپوں کی تحریک کو اپنی طاقت بڑھانے کا خوب موقع ملا اور سقوط ایران کے بعد تو ایران کے مجوسی بھی ان کی طاقت بن گئے تھے کیونکہ اقوام عالم کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے حضرات یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ احساس برتری یا تفاخر کے نفسیاتی عارضہ میں مبتلا اقوام مفتوح ہو جائیں یا ان کی حیثیت متاثر ہو جائے یا ان کی طاقت چھن جائے جس سے ان کے نفسیاتی عارضہ کو ٹھیس پہنچے تو وہ اقوام فتنوں اور سازشوں کے ذریعے تخریبی کاموں میں مشغول ہو جاتی ہیں اور مذکور عوامل کے ذریعے اپنی انفرادیت قائم کرنے کی کوشش کرتی ہیں، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں چونکہ اس تحریک کو کبھی کھل کر کام کرنے کا موقع نہیں مل سکتا تھا اس لئے جناب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو شہید کیئے بغیر چارہ کار نہیں تھا، اسی لئے ایرانی ابولولو فیروز ملعون خلیفۃؓ الرسول ؐ کو شہید

کر کے تاریخ شیعت میں بابا شجاع کے نام سے معروف ہوگیا حتیٰ کہ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی خلافت کا زمانہ آگیا اس دور میں جناب ذوالنورینؓ کی نرم دلی، تواضع، انکساری اور رحم دلی سے یہود اور مجوسیوں کو کھلم کھلا گٹھ جوڑ کا موقع ملا مشہور شیعہ مؤرخ حسین کاظم زادہ نے اس گٹھ جوڑ کی وجہ یوں تحریر کی ہے:

''جس دن سعد بن ابی وقاص نے خلیفہ دوئم کی جانب سے ایران کو فتح کیا ایرانی اپنے دلوں میں کینہ وانتقام پالتے رہے یہاں تک کہ فرقہ شیعہ کے بنیاد پڑنے پر اس کا پورے طور پر اظہار کرنے لگے۔

آگے چل کر یہی صاحب رقمطراز ہیں:

''ایرانی ہرگز اس بات کو نہیں بھول سکتے تھے نہ معاف کر سکتے تھے اور نہ قبول کر سکتے تھے کہ مٹھی بھر ننگے پیروں پھرنے والے عربوں نے جو صحراؤں اور جنگلوں کے رہنے والے تھے ان کی مملکت پر تسلط کر لیا ہے اور ان کے قدیم خزانوں کو لوٹ کر غارت کر دیا ہے اور ہزاروں لوگوں کو قتل کر دیا۔''

(ملخص از تجلیات روح ایران در ادوار تاریخ)

یہاں میں اس بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ فتنہ شیعہ یا روافض کی اصل طاقت اور مرکز تو ایران ہی تھا مگر اس کے بانی و موجد اور اس طاقت کو صحیح طور پر منظم کرنے کا سہرا عبداللہ بن سباء یمنی کے سر ہے جو کہ انتہائی شاطر یہودی تھا یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ اس فتنہ کو سبائی تحریک یا سبائیت بھی کہتے ہیں ہمارے اس بیان کی تائید میں علامہ مجلسی کشی سے رقمطراز ہیں:

وذكر بعض أهل العلم أن عبدالله بن سباء كان يهوديا فأسلم و والى عليا عليه السلام وكان يقول وهو

على يهودية فى يوشع بن نون وصى موسىٰ بالغلو فقال فى اسلامه بعد وفات رسول صلى الله عليه وسلم الله فى علىؑ مثل ذلک وکان اول من أشهر بالقول بفرض إمامة علىؑ واظهر البراء ة اعدائه وکاشف مخالفیه وأکفرهم فمن همنا قال من خالف الشیعة أصل التشیع والرفض مأخوذ من الیهودیة •

''بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سباء یہودی تھا پس اسلام لے آیا اور حضرت علی کی ولایت کا قائل ہوا یہ اپنی یہودیت کے زمانے میں یوشع بن نونؑ کے بارے میں غلو کرتے ہوئے کہا کرتے تھا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں پس اسلام لانے کے بعد وہ اس قسم کی باتیں حضرت علیؑ کے متعلق کہنے لگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ آپ کے وصی تھے یہ سب سے پہلا شخص ہے کہ جس نے اس بات کو مشہور کیا حضرت علیؑ کی امامت کا قائل ہونا فرض ہے اور اس نے حضرت علیؑ کے دشمنوں پر اعلانیہ تبرا کیا اور حضرت علیؑ کے مخالفین کو واشگاف کیا اور ان کو کافر کہا یہیں سے وہ لوگ جو شیعہ کے مخالف ہیں یہ کہتے ہیں تشیع اور رافضیت یہودیت کا چربہ ہے۔''

(بحار الانوار ج ۲۵ ج ۲۸۷)

اور اسی صفحہ پر علامہ موصوف کا یہ حاشیہ بھی بڑا معنی خیز ہے:

کان قبل ذلک یتقون ولایقولون علانیة تلک الامور فظهر و ترک التقیه وعلن القول بذلک

القول بكفر المخالفين مختصاته لعنة الله عليه

''اس (عبداللہ بن سباء) سے پہلے لوگ تقیہ سے کام لیتے تھے اوران امور (تبرا اور غلو) کو اعلانیہ نہیں کہتے تھے لیکن اس ملعون نے تقیہ چھوڑ کران باتوں کو اعلانیہ ذکر کرنا شروع کر دیا مخالفین امامت کو کافر کہنا بھی اس کی خصوصیات میں سے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔''

(حاشیہ بحار الانوار ج ۵ ص ۱۸۷)

مندرجہ بالا بیان سے جہاں ہمارے بیان کی تائید ہوتی ہے وہاں اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کی اختراع عقیدہ تقیہ حضرات شیعہ کے نزدیک اس درجہ اہم ہے کہ اس کے چھوڑنے والے پر لعنت دی جاتی ہے۔ نیز حضرات شیعہ کا محور عقیدۂ امامت اور تبرا کا مؤجد بھی عبداللہ بن سباء تھا عقائد کے اس بگاڑ سے اس کا مقصد یہود کا کھویا ہوا وقار بحال کرنے کے ساتھ ساتھ یہودی قوانین کا نفاذ اور یہود کی حکومت کا قیام تھا ہمارے اس بیان کو مزید تقویت حضرات شیعہ کی معتبر ترین ہستی جناب کلینی کی کتاب میں موجود باب اوراس کی ذیلی روایات سے ہوتی ہے۔

باب فی الائمه انهم اذا ظهر امرهم حكموا بحكم آل داؤد ولايسالون البينة

''یعنی کہ جب آئمہ کی حکومت ہوگی تو حکم آل داؤد کے موافق فیصلہ کریں گے اور شہادت طلب نہیں کریں گے۔''

(اصول کافی کتاب الحجہ ج ا ص ۳۹۷)

دراصل عبداللہ ابن سباء کے ایجاد کردہ عقائد مشرکین، یہود، نصاریٰ اور ایران مجوسیت کا ملغوبہ تھے اوران عقائد کا زیادہ تر نشانہ نومسلم تھے کیونکہ پختہ نہ ہونے کی وجہ سے نومسلموں کے لئے ان عقائد میں بہت کشش تھی جو ان کے قدیم مراسم اور سابقہ

مذہبی عقائد سے بڑی حد تک مماثلت رکھتے تھے عقائد کے اسی بگاڑ کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہوئے اس رافضی گروہ نے نومسلموں کی تخریبی انداز میں ذہن سازی کر کے پوری سلطنت میں تخریب کاری کا جال پھیلا دیا۔ اور اس پورے تخریبی نظام کو وہ مصر سے کنٹرول کرتا رہا، مالک الاشتر النخعی، ثابت بن قیس الہمدانی، کمیل ابن زیاد، زید بن صوحان، صعصو بن صوحان، صعصہ بن الکواء، عروہ بن الجعد، جندب بن زہیر الغامدی، جندب بن کعب الازوی، عمرو بن الحمق الخزاعی، ابن الحکنہ، عمیر بن ضابی اور حکیم بن جبلہ العبدی اس کے تخریبی نظام کے اہم مہرے تھے اور یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے بالاخر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نرمی کا فائدہ اٹھا کر اپنی بھرپور طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مظلوم ترین انسان امیر المؤمنین کو انتہائی کسمپرسی کی حالت میں شہید کر دیا۔ سیدنا عثمان کی شہادت ملت اسلامیہ کا وہ المیہ ہے جو آگے چل کر جنگ جمل وصفین کے معرکوں میں ایک لاکھ کے لگ بھگ مسلمانوں کی شہادت کا موجب بنا مگر آپ کی شہادت کا یہ قصاص بھی کارکنان قضاوقدر کے یہاں پورا نہ اترا اور ربع صدی تک تمام عالم اسلام خاک وخون میں لوٹتا رہا اور آج تک شیعہ سنی چپقلش کی صورت میں موجود ہے اور جب تک امت مسلمہ اپنے حقیقی منافق دشمن پہچان کر کوئی بہتر حکمت عملی اور صحیح لائحہ عمل اختیار نہیں کرتی تو جنگ جاری رہے گی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد جناب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں بھی انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سخت کرب میں مبتلا رکھا حضرات شیعہ کے نزدیک معتبر ترین کتاب نہج البلاغہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے الفاظ ہیں کہ:

قاتلکم اللہ لقد ملاتم قلبی قبحاو شجنتم
صدری غیظاً وجد عتمونی تعب التھام انفاساً فاسد تم
علی رأیی بالخذ لان والعصیان

''اللہ تمہیں ہلاک کرے تم نے میرا دل زخموں سے بھر دیا ہے سینہ غموں سے لبریز کر دیا ہر دم تم لوگوں نے مجھے دکھوں اور غموں کے جرح پلائے تم نے میرا ساتھ چھوڑا میری نافرمانی کی اور مجھے رسوا کیا اور میری تدبیروں کو برباد کر دیا'' (نہج البلاغہ ص ۴۷)

مشہور شیعہ مؤرخ ابولفرج اصفہانی حضرت علیؓ کے خطبہ کے الفاظ یوں رقمطراز ہیں:

یااشباہ الرجال والارجال ویا طغام الاحلام وعقول ربات الحجال و درت انی لم اعدنکم بل وددت انی لم ارکم معرۃ واللہ جرعت ندماً وملاء تم جوفی غیظاً بالعصیان والخذ لان

''اے زنان بصورت مردوں اے کمینوزمانہ عقل والوں میرے آرزو ہے کاش میں تمہیں نہ جانتا نہ پہچانتا اور اے کاش میں نے تمہیں کبھی نہ دیکھا ہوتا مجھے انتہائی ندامت ہے اور تم پر غصہ ہے تم میرے نافرمان اور رسوا کرنے والے ہو۔'' (کتاب الاغانی ج ۱۵ ص ۴۳)

غرض کہ انہوں نے حضرت علیؓ کی خلافت کو نام نہاد یا برائے نام بنادیا اور آپ کو سخت رنجیدہ کیا ہمارے اس قول کی گواہی میں معتبر شیعہ عالم قاضی نوراللہ شوستری رقمطراز ہیں:

وحاصل کلام آنکہ انحضرت مادر آں ایام نام خلافت بیش نہ بودہ ہموارہ او فتند تمکن و فقاعد انصار و تخلاذل اعوان شکایت می نمودند

''اور حاصل کلام یہ ہے کہ ان دنوں حضرت علیؓ کی خلافت

برائے نام تھی اور اپنی کمزوری اور اپنے اعیان وانصار (یعنی کہ قریبی لوگوں) کی ....پستی اور پہلوتہی کی شکایت فرماتے تھے۔''

(مجالس المومنین مجلس اول ص ۴۴)

مختصراً یہ کہ سیدنا علیؓ کی ہستی وہ مظلوم شخصیت تھی کہ جو اس زیر زمین سازشی تحریک کا سب سے زیادہ نشانہ بنی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی تعلق، خونی رشتہ، عظمت اور صاحب علم ہونے کی وجہ سے سیدنا علیؓ ایک ممتاز مقام رکھتے تھے اسی لئے اس سازش تحریک نے آپؓ سے اپنی نسبت کا اظہار اور آپ سے اپنی قربت کا پرچار کرکے آپؓ کی شخصیت کو استعمال کرتے ہوئے نہ صرف اپنے کام کے لئے میدان ہموار کیا بلکہ اپنے بہت سے ہمنوا بھی پیدا کئے جس کی وجہ سے یہ اتنے طاقتور ہوگئے کہ کہیں تو حضرت علیؓ کی الوہیت کی داستانیں گھڑیں اور کہیں حضرت علیؓ کی ان کوششوں کو تاراج کیا جو آپس کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے حضرت علیؓ کی طرف سے ہوئیں جس کی وجہ سے جنگ جمل وصفین میں بہت سے مسلمان ان کی سازشوں کی بھینٹ چڑھ گئے یعنی کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے اپنی نسبت کا پرچار کرکے نہ صرف یہ کہ حضرت علیؓ کو مفلوج کردیا بلکہ اس کو بطور دفاعی ہتھیار آج تک تھاما ہوا ہے حضرت علیؓ کی خلافت کو مفلوج کرنے سے اس سازشی ٹولہ کا مقصد نظام خلافت کا خاتمہ تھا اس کے لئے انہوں نے جو جال بچھایا خود حضرت علیؓ بھی اس کی بھینٹ چڑھ گئے۔ آپؓ کی شہادت کے بعد آپ کے صحیح جانشین سیدنا حسنؓ نے کمال دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے والد سیدنا علیؓ کی وصیت

وان علیاً ابی کان یقول لا تکرھو امارة معاویة فانکم لوفارقتموہ لرائیتم الرؤس کندر عن کواھلھا کالحنظل

''میرے والد علیؓ فرماتے تھے کہ معاویہ کی امارۃ سے تم کراہیت نہ کرنا کیونکہ اگر تم نے ان کو بھی گنوا دیا تو تم دیکھنا کندھوں پر سے حنظل کی طرح سے سر گریں گے۔''

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۱، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۳ ص ۳۶)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی:

ابنی هذا سید و لعل اللّٰه ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین

''میرا یہ بیٹا (حسنؓ) سردار ہے امید ہے اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔''

(تفہیم البخاری کتاب الصلح ج ا ص ۱۰۲۸)

کو پورا کر کے حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور سبائیوں کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے مگر اس کے بعد بھی روافض نے اپنے گماشتوں کی معرفت مصالحت کے اس فیصلہ کو سبوتاژ کرنے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ پر بہت دباؤ ڈالا مگر کامیاب نہ ہونے کی صورت میں اپنے ایک آلہ کار کے ذریعے آپ کو زہر دے کر شہید کرا دیا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپؓ کے چھوٹے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بھی ایک سازش کے تحت کربلا میں بلا کر شہید کر دیا اس ساری سازش کے روح رواں یہی کوفی شیعہ تھے، ہمارے اس قول کی گواہی میں مشہور شیعہ مصنف صاحب خلاصۃ المصائب رقمطراز ہیں:

لیئس فیهم شامی ولا حجازی بل جمیعهم اهل الکوفة

''اہل بیت کو شہید کرنے والوں میں کوئی شامی یا حجازی

نہیں تھا بلکہ سب کے سب کوفی تھے۔" (خلاصۃ المصائب ص ۲۰۱)

اور مشہور شیعہ مجتہد نور اللہ شوستری اہل کوفہ کے مذہب کے متعلق رقمطراز ہیں:

تشیع اهل کوفه حاجت باقامت حجت نه دارد وسنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل ومحتاج دلیل است

"کوفیوں کا شیعہ ہونا اتنا واضح ہے کہ اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں اور کوفی الاصل کا سنی ہونا خلاف عقل اور دلیل کا محتاج ہے۔" (مجالس المومنین اول ص ۲۵)

یہی کوفی اشرار تھے، جو امام حسینؓ کو شہید کرنے کے بعد رونے پیٹنے لگے تاکہ اپنے آپ کو بے قصور ثابت نہ کر سکے اس سلسلہ میں علامہ طبرسی امام زین العابدینؒ کے الفاظ رقمطراز ہیں:

لمااتی زین العابدین بالنسوة من کربلا دوکان مریضاً واذا النسآء اهل الکوفة ینتدین مشققات الجیوب والرجال معهن یبکون فقال زین العابدین بصوت ضیلیل فقد تهکته العلة ان هؤلآء یبکون فمن قتلنا غیرهم

"جب امام زین العابدینؒ عورتوں کے ہمراہ کربلا سے تشریف لائے اور وہ بیمار تھے تو اس وقت کوفہ کی عورتیں اور مرد گریباں چاک رو پیٹ رہے تھے تو اس وقت امام زین العابدینؒ کمزور آواز سے فرمانے لگے یہ لوگ رو رہے ہیں حالانکہ ان کے علاوہ ہمیں کسی غیر نے قتل نہیں کیا۔" (الاحتجاج ص ۱۵۸)

ہمارے اس بیان کے ثبوت میں کتب شیعہ سے مزید بہت سے حوالہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں اس سلسلہ میں جلاء العیون جلد نمبر ۲ اور صفحہ نمبر ۵۹۳ پر سیدہ زینب کے دل سے نکلی ہوئی بددعا:

''اے ماتم کرنے والوں تم قیامت تک ماتم ہی کرتے رہو گے یہی تمہاری سزا ہے۔''

بھی جناب باقر مجلس صاحب نے لکھی ہے جو کہ:

دل سے جو آہ نکلتی ہے سو اثر رکھتی ہے

کے بمصداق رنگ لائی جس کے لئے ہمیں کوئی ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہر عقل رکھنے والا شخص محرم میں ہمارے بیان کی تصدیق کرسکتا ہے۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے والے حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ شیعہ مذہب میں اتنا تضاد ہے کہ یہ بھان متی کا سوانگ اور مداری کا کرتب بن گیا ہے اس ہی تضاد کے متعلق مشہور شیعہ مجتہد مولوی دلدار علی مجتہد رقمطراز ہیں:

الأحاديث الماثورة عن الأئمة مختلفة جدا' لايكاد يوجد حديث الاوفى مقابلته مايناً فيه' ولا ينتفق خبرا لا وباء زائه مايضاده' حتى صار ذلک سببا لرجوع بعض النا قصين عن اعتقاد الحق كما صرح به شيخ الطائفة فى أوائل التهذيب والاستبصار

''ائمہ سے منقول احادیث میں سخت اختلاف ہے ایسی کوئی حدیث نہیں ملے گی جس کے مقابلے میں اس کے مخالف خبر نہ ہو یہاں تک کہ یہ اختلاف بعض ناقص لوگوں کے لئے مذہب سے انحراف کا سبب بن گیا جیسا کہ شیخ الطائفہ نے تہذیب اور استبصار کے شروع

میں اس کی تصریح کی ہے۔" (اساس الاصول ص ۵۱)

اسی تضاد کا شاخسانہ ہے کہ حضرت علیؓ کو شہید کرنے والے گروہ کے ساتھی اور اپنے چچا سعد بن مسعود کو حضرت حسنؓ کی گرفتاری کی ترغیب دینے والے مختار ثقفی نے واقعہ کربلا کے بعد اس واقعہ کے ذمہ دار کوفیوں کو ساتھ ملا کر اس تحریک کو باقاعدہ ایک مذہبی شکل دیدی اور کبھی تو نبوت اور کبھی مہدویت کا دعویٰ کیا اس نے سبائی تحریک کو مذہبی شکل دے کر لاکھوں مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا اس کے بارے میں مشہور شیعہ عالم نور اللہ شوستری لکھتے ہیں:

مختار بن ابی عبید ثقفی رحمة الله تعالیٰ علامه حلی اور از جمله مقبولان ثمرده

"مختار بن ابی عبید ثقفی اللہ کی اس پر رحمت ہو علامہ حلی نے اس کو مقبولان بارگاہ الٰہی میں شمار کیا ہے۔" (مجالس المومنین ص ۱۵)

حالانکہ علامہ کشی رقمطراز ہیں کہ:

عن ابی عبدالله (ع) قال كان المختار يكذب على عل بن الحسين (عليهما السلام)

"امام صادق فرماتے ہیں کہ مختار حضرت امام زین العابدین کے نام پر جھوٹ بکتا تھا" (رجال کشی ص ۱۲۵)

اور صرف یہی نہیں بلکہ عقیدہ بداء کا موجد بھی یہی مختار ثقفی تھا اس نے اپنے سازشی منصوبوں میں اہل بیت اطہار کو رکاوٹ سمجھتے ہوئے حضرت حسینؓ کے بھائی محمدؒ بن علیؓ المعروف محمدؒ بن حنفیہ کو بھی قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا جب اس کا ظلم بڑھ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی کے بیٹے اور حضرت اماں عائشہؓ کے بھانجے عبداللہ ابن زبیرؓ کو اس کے مقابلے پر اپنے چھوٹے بھائی مصعب بن زبیرؓ کو بھیجنا پڑا

جنہوں نے اللہ کے فضل و کرم سے اس ظالم کو قتل کیا مگر جس فتنے کی بنیاد عبداللہ بن ابی نے رکھی اور عبداللہ بن سباء نے جس فتنہ کو منظم کیا مختار ثقفی نے اسے ایک مذہبی شکل دے کر اس کی جڑیں انتہائی مضبوط کر دیں تھیں اسی لئے گمراہی کی بنیاد پر قائم اس تحریک میں مختار کی موت کے بعد بھی ہر دور میں مزید گمراہ فرقوں نے جنم لیا جو گمراہی کی تمام حدود پھلانگ کر اپنے اسلاف سے بھی سبقت لے جانے کی کوشش کرتے رہے یہی وجہ ہے کہ آج بھی اسلامی تاریخ میں آپ کو درجنوں ایسے فرقوں کا ذکر مل جائے گا جنہوں نے کہیں تو خدائی کا نبوت کا اور مسیحت کا دعویٰ کیا اور کہیں مہدویت اور امامت کے چکروں میں مسلمانوں کو گمراہ کیا ان میں اکثریت شیعہ روافض فرقوں کی ہے جن میں سے بعض آج بھی دنیا میں موجود ہیں۔

شیعت کی تخریب کاریاں تاریخ کے آئینہ میں

اسلام کی پوری تاریخ کا مطالعہ کرلیں خلافت راشدہ ہو خلافت بنوامیہ ہو یا خلافت عباسیہ اور دور خلافت عثمانیہ ہو یا تاریخ برصغیر اسلام کی پوری تاریخ میں ان بدبخت رافضیوں کی فتنہ انگیزی ظلم و شقاوت اور بلیک میلنگ واضح نظر آئے گی اگر ہم ان کی تفصیل لکھنے بیٹھ جائیں تو بہت سے دفاتر بھی کم پڑ جائیں گے اس لئے مختصراً چند تاریخی حقائق بیان کیئے دیتے ہیں عہد بنوامیہ میں تو اس فتنہ کی دانست میں حادثہ کربلا اور فتنہ مختار ثقفی ہی اس کے بہت بڑے کارنامے ہیں مگر اس کے بعد بھی اس فتنہ نے زیرزمین کام جاری رکھا اور عربوں میں باہمی تعصب پیدا کر کے دولت بنوامیہ کی جڑیں کھوکھلی کر دیں اور شاہ ایران کے بہی نمک خوار ابو مسلم خراسانی نے نہ صرف ہزاروں عربوں کو تعصب کی بھینٹ چڑھا دیا بلکہ بنوامیہ کی گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا دے کر خلافت

عباسیہ کا محسن بن بیٹھا اس نے اپنے اثر و رسوخ کی بدولت حادثہ کربلا کو آڑ بنا کر ایران میں ایک بھی عربی کو سلامت نہ چھوڑا ابو مسلم خراسانی کے بعد اور بھی چھوٹے بڑے بہت سے فتنے اٹھتے رہے مگر کوئی فتنہ آل برمک سے زیادہ شدید نہ تھا' چونکہ یہ بھی آتش کدہ ایران کے فرزند تھے اس لئے بڑے ساحرانہ انداز میں خلافت عباسیہ کو بلیک میل کر کے پورے اسلامی معاشرے کو ایرانی مجوسی رنگ میں رنگنے کے لئے زندیقیت کو فروغ دیا اور خلافت عباسیہ کو ختم کرنے کی کوشش کی اس کے لئے انہوں نے اپنے تمام وسائل اور اختیارات کو استعمال کیا تا کہ اسلامی ثقافت اور عقائد کی عمارت زمین بوس ہو جائے مگر ابو مسلم خراسانی کی طرح آل برمک بھی اپنے ہی بچھائے ہوئے جال میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوئے آل برمک کے بعد بھی اس فتنہ پرور گروہ نے خلفائے عباسیہ کو اپنی تلبیسانہ کاوشوں سے کبھی تو شیعی اور کبھی معتزلی فلسفہ کی طرف راغب کرنا چاہا مگر مستقل کامیابی نہ ملنے کی صورت میں کھلی دہشت گردی کے ذریعے بویہ خاندان نے نئے خلیفہ کو یرغمال بنا لیا یہ لوگ نسلاً ایرانی اور ذات کے ماہی گیر تھے آتش انتقام انہیں وراثت میں ایران سے ملی تھی اسی لئے یہ لوگ انتہائی متعصب شیعہ تھے اور ان کا تقریباً سوا سو سالہ دور اقتدار ظلم و بربریت کی تاریخ ہے انہوں نے بغداد میں لاکھوں سنیوں کو قتل کیا اور یوم عاشورہ بزور جبر تمام کاروبار بند کر کے مسلح ماتمی اور تبرائی جلوس نکالے اور عید غدیر جیسی بدنام زمانہ مجوسی رسوم مسلط کرنے کی کوششیں کیں یہی دور تھا جب شیعی عقائد کی پہلی کتاب ''اصول کافی'' شیعہ فقہ کی پہلی کتاب ''فروغ کافی'' اور آئمہ کی تاریخ اور مواعظ پر پہلی کتاب روضۃ الکافی مشہور شیعہ عالم ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی نے لکھیں۔

یہی وہ فسادی تھے جنہوں نے ایک ایرانی مجوسی لوہار کے لڑکے کو اپنی شعبدہ بازی کے ذریعے فاطمی بنا کر خلافت عباسیہ کے مقابل ابو محمد عبید اللہ المہدی سے لیکر

العاضدلدین اللہ تک تقریباً پونے تین سو سال تک عبیدی حکومت قائم کی اس حکومت کی
چیرہ دستیوں اور تعصب کی وجہ سے لاکھوں مسلمان شہید کیے گئے کتنے ہی مسلمانوں کو
بزور جبر شیعہ بنا گیا' اس حکومت کے اسلام دشمن رویہ کی وجہ سے عیسائیوں کو صلیبی جنگوں
کا حوصلہ ہوا انہیں کی شہہ سے عیسائیوں نے ۴۹۶ھ میں بیت المقدس میں ہزاروں
مسلمانوں کو ذبح کیا یہی وہ منحوس حکومت تھی جس نے اپنے سر خلافت کا خود ساختہ تاج
پہن کر عیسائیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے اسلام کی شکل بگاڑنے اور نظام خلافت کی
مرکزیت ختم کرنے کی بھرپور کوششیں کیں اسی نے شام کے رشید الدین سنان اور
فاطمین مصر نے صلاح الدین ایوبیؒ کے مقابلے میں ہمیشہ عیسائیوں کی مدد کی۔ عباسی
دور کو وہ دلخراش منظر بھی دیکھنا پڑا جب لاتعداد مسلمانوں کا قاتل بدباطن ابوطاہر قرمطی
۱۴ ذلحجہ ۳۱۷ھ کو بہت سے حجاج کو شہید کر کے حجر اسود اکھاڑ کر لے گیا اور ۴ دن کم
بائیس سال بعد ۱۰ محرم ۳۳۹ھ کو بوجہ مجبوری واپس کیا اور بعض روایات کے مطابق پچاس
ہزار دینار کے عوض واپس کیا اسی ہی خلافت عباسیہ کے آخری دور میں ایک ایسا شیطانی
فتنہ پیدا ہوا جس کی مثال پوری تاریخ اسلام میں نہیں مل سکتی یہ فتنہ ایران کے شہر رے کا
مجوسی النسل حسن بن صباح تھا اس نے بہت سے شیعوں کو اکٹھا کر کے اپنا طاقتور گروہ بنایا
تھا اس نے سازشوں' فریب اور دہشت گردی سے چھوٹے بڑے بہت سے قلعوں اور
قلعہ الموت پر قبضہ کر کے حکومت کے اندر اپنی الگ حکومت قائم کی اور قلعہ الموت میں
خود ساختہ جنت بنائی' اس نے تاریخ میں ظلم و بربریت کی وہ داستانیں چھوڑیں ہیں
جنہیں یاد کر کے آج بھی تاریخ لرز جاتی ہے اس کے پیرو فدائی کہلاتے ہیں انہوں نے
مسلمانوں کے ناقابل فراموش قائدین اور عظیم روحانی ہستیوں کو قتل کیا اور صلاح
الدین ایوبی اور امام فخر الدین رازی کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی مگر بفضل خدا کامیاب
نہ ہو سکے صرف یہی نہیں بلکہ انہوں نے اعلانیہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے مقابلے

میں عیسائیوں کی مدد کی یہ فتنہ ایک طویل مدت تک مسلمانوں کے لئے بلائے بے درماں بنا رہا غرضیکہ ان کوفی اشرار نے اہلبیت اطہار کو آڑ بنا کر کبھی تو زیر زمین سازشوں' بلیک میلنگ کہیں یرغمال بنا کر اور کبھی دہشت گردی کے ذریعے اور کبھی جعلی فاطمیوں کے سر خود ساختہ خلافت کا تاج منڈھ کر رافضی حکومت قائم کرنے اور خلافت کی مرکزیت ختم کرنے کی بہت سی ناکام کوششیں کیں بالآخر خلافت عباسیہ کو کھوکھلا کر کے عباسی خلیفہ کے بدنام زمانہ شیعہ وزیر ابن علقمی نے ہلاکو خان کے مشہور اسلام دشمن وزیر خواجہ نصیر الدین طوسی سے ساز باز کر کے عروس البلاد بغداد کو تاتاریوں کے حوالے کر دیا تاتاریوں نے نہ صرف خلیفہ کے پورے خاندان کو ہلاک کر دیا بلکہ عظیم الشان شہر کو ایک کروڑ سے زائد مسلمانوں کا قبرستان بنا دیا جس میں جگہ جگہ لاکھوں مسلمانوں کی کھوپڑیوں کے بینار بنائے گئے اور صدیوں کے علمی سرمائے نے دریائے دجلہ کو ہفتوں سیاہ رکھا اس قیامت صغریٰ میں خواجہ نصیر الدین طوسی ملعون کی بدولت صرف شیعوں کے محلے محفوظ رہے اور اس ملعون کے متعلق رہبر رافضی انقلاب خمینی اپنی کتاب الحکومت اسلامیہ کے صفحہ ۱۲۸ پر بڑی ڈھٹائی سے رقمطراز ہے:

> ''نصیر الدین کا تاتاریوں سے اشتراک اور ان کی خدمت اگرچہ بظاہر استعمار کی خدمت نظر آتی ہے مگر درحقیقت وہ اسلام اور مسلمانوں کی مدد تھی۔''

مدد کے اس ہی منافقانہ فلسفہ کے تحت:

☆ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے خلاف مصر کے جعلی فاطمین اور شام کے رشید الدین سنان نے عیسائیوں کی مدد کی۔

☆ سلطان محمود غزنویؒ کے خلاف ملتان کے ابوالفتح رافضی نے ہندو راجہ جے پال کی مدد کی۔

☆ برصغیر میں باقاعدہ پہلی اسلامی سلطنت کے بانی سلطان شہاب الدین غوریؒ کو شہید کیا۔

☆ اسلام کے عظیم سپوت شاہان سلجوق کی راہ میں ہمیشہ انہوں نے کانٹے بچھائے' اور شاہان سلجوق کو شہید اور مفلوج کیا۔

☆ ترکی کے عثمانی خلفاء اسلام جب بھی یورپ پر اسلام کا پرچم لہرانے نکلے تو لاکھوں سنیوں کے قاتل اور جبراً شیعہ بنانے والے صفوی شیطانوں نے ہی ان کی پیٹھ پر وار کیا۔

ایران کی اسلام دشمنی کی ایک ایسی ہی مثال ہمیں تاریخ برصغیر میں اس وقت نظر آتی ہے کہ جب ۱۷۹۷ء میں سلطان ٹیپوؒ کی فرمائش پر بادشاہ افغانستان احمد شاہ ابدالیؒ کے پوتے شاہ زمان شاہ نے اپنی فوجیں سلطان کی مدد کے لئے روانہ کیں تو لاہور پہنچ چکیں تو احمد آباد (انڈیا) کے ایک شیعہ عالم مہدی علی کی خواہش پر ایران کے مجوسی النسل صفوی شیطانوں نے افغانستان پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے ٹیپو تنہا رہ گیا اور اس کے بعد میر صادق شیعہ نے نمک حرامی کی وہی تاریخ دہرائی جو اس کے ہم عصر میر جعفر شیعہ نے انگریز سے ملکر سراج الدولہ سے غداری کر کے دھرائی تھی جس سے انگریز حکومت انتہائی مضبوط ہوگئی اور اس کے بعد بھی سامراج کے ان ایجنٹوں نے عیسائی سامراج سے بہت وفاداری کی مگر اودھ کی نوابی سے زیادہ ان کے کچھ ہاتھ نہ آیا اور اودھ میں انہوں نے اہلسنت کے ساتھ وہی برتاؤ روا رکھا جو مجوسی النسل فاطمین مصر نے مسلمانوں کے ساتھ رکھا تھا مگر اس دور میں بھی جماعت مواحدین ہی تھی جس نے سامراج کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور مواحدین کا وقار قائم رکھا۔ یہ تو تاریخ اسلام کی ہلکی سی جھلک ہے موجودہ دور میں اس کا تسلسل مملکت کو دولخت کرنے والے عیاش شیعہ حکمران یحیٰ سنیوں کے ملک کے شام میں مسلم کش سفاک شیعہ حکمران حافظ الاسد

لبنان کی مسلم کش شیعہ امل ملیشیاء اور خانہ کعبہ پر حملہ کرنے والے خمینی ملعون اور اعلیٰ عہدوں پر فائز شیعوں میں بھرے ہوئے تعصب کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ ہر سال نظم مملکت درہم برہم کر کے اور پورا شہری نظام مفلوج کر کے چھری چاقوں سے مسلح ہو کر نکلنے والے جلوسوں سے یہ دہشت گرد اپنے تخریبی عزائم کی جس طرح تجدید کرتے ہیں اس کی مثال ایران میں بھی نہیں مل سکتی۔

ان خون آشام چمگادڑوں کی فریب کاریوں کے شکار اتحاد بین المسلمین کے ڈھنڈروچیوں ٹھنڈے دماغ سے سوچو انہوں نے کیا کیا گل نہ کھلائے فاروق اعظمؓ کا قاتل جن کا ہیرو ہو جن کے ہاتھ عثمان وعلی کے خون سے رنگین ہوں، جن کے دامن پر شہداء کربلا کے خون کے چھینٹے ہوں، جن کی تلواریں لاتعداد مسلمانوں کا خون پی کر بھی پیاسی ہوں، جو ہر دور میں اسلامی اقتدار کے لئے وبال جان بنے رہے جنہوں نے کبھی تاتاری اور کبھی نصرانی اقتدار کی پالکیوں کو کندھا دیا۔

شر جن کے شریر پر فخر کرے اسلام کی نفی جن کا عقیدہ ہو تخریب اسلام جن کے لئے راحت ہو، بغض، کینہ، حسد وانتقام جن کا سرمایہ ہو ان کے ساتھ اتحاد کا راگ الاپنے والوں اگر تمہارے دل میں ایمان کی ذرا بھی رمق موجود ہو تو ذرا سوچو ان کے ساتھ دوستی کہیں اسلام کے دشمنی تو نہیں؟

عقائد شیعت

اسلام ثقافت معاشرت اور سیاسی نظام کے ساتھ ساتھ عقائد اسلام بھی ان کے شر سے محفوظ نہ رہ سکے یہی وجہ ہے کہ شیعت یا رافضیت اسلام کے تضاد کی صورت میں سامنے آئی یوں تو ان حضرات میں بہت سے گروہ ہیں اور میرا گذشتہ بیان مجموعی طور پر تاریخ شیعت کا حاصل اور سمندر کو کوزے میں بند کرنی کی ناتمام کوشش ہے مگر اس کتاب میں ہمارے زیر بحث حضرات شیعہ کا سب سے زیادہ مقبول اور اکثریتی فرقہ

امامیہ ہے آپ حضرات ان کے عقائد ونظریات کا مطالعہ کرنے کے بعد اس بات سے بخوبی آگاہ ہو جائیں گے کہ جب تعصب اور گمراہی کی اکائی یہ ہیں تو انتہا کیا ہوگی یہ حضرات اکثر اوقات اپنی اوقات بھول کر خود کو امام جعفر صادق کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ ان حضرات کے عقائد کو سن کر ابلیس کا سر بھی مارے شرم کا جھک جاتا ہوگا اس پر مستزاد یہ کہ ان خرافات کو روایات کا نام دے کر عقائد کا بہتان آئمہ عظام کے سر تھونپا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان کی شخصیت مجروح اور تقدس پامال ہو جاتا ہے۔

میں ان کے عقائد کو ضبط تحریر میں نہ لاتا مگر اس کے بغیر نہ تو حقیقت واضح ہو سکتی تھی اور نہ رافضیت کا اصل چہرہ بے نقاب ہو سکتا تھا اس لئے مجبوراً مجھے ان کے بنیادی عقائد پر قلم اٹھانا پڑا حالانکہ ان کے بنیادی عقائد سے مزید بہت سے بنیادی عقائد نے بھی جنم لیا ہے مگر اختصار کے پیش نظر اور

نقل نہ کفر کفر نباشد

کے اصول پر میں کتب شیعہ سے ان کے بنیادی عقائد پر صرف اس قدر حوالہ جات پیش کروں گا جس سے میں اپنے مؤقف کی صداقت کا یقین دلا سکوں۔

توہین باری تعالیٰ

حضرات اہلسنت کا بنیادی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شرک سے پاک اور ہر نقص سے پاک ہے اور اس کے شریک ٹھہرانے والے اور کسی نقص کو اس کے ساتھ شامل کرنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں جبکہ اس کے برخلاف حضرات شیعہ کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔

کلینی آئمہ کی روایت زرارہ کے ذریعے تحریر کرتا ہے:

قال ما عبداللہ بشیئ مثل البداء

''امام فرماتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کسی عبادت سے ایسی

نہیں ہوتی ہی جیسی بداء کے عقیدہ سے۔" (اصول کافی ج اص ۱۴۲)

یہ عقیدہ بداء ہے کیا؟ اس کے متعلق شیعہ مؤلف اپنی کتاب "اعلام الہدیٰ فی تحقیق البداء" میں رقمطراز ہیں:

كلام الطبرسی وهوان معنی قولنا بداله تعالیٰ ان ظهرله من الامر مالم يكن ظاهر الی خر مانقل

"طبرسی کا کلام بھی اس طرف تائید اشارہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے اسی قول بداله تعالیٰ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی معاملہ میں وہ بات ظاہر ہوگئی جو پہلے ظاہر نہ تھی۔"

(بحوالہ تحفہ اثناء عشریہ اردو ص ۲۸۰)

غرضیکہ عقیدۂ بداء کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ بھول جاتا ہے اور اس کا علم نامکمل ہے اسی کے لئے کلینی رقمطراز ہے:

ماعظم الله بمثل البداء

"یعنی کہ عقیدۂ بداء سے زیادہ اللہ کی تعظیم کسی چیز سے نہیں ہوتی" (اصول کافی ج اص ۱۴۳)

اور ایک جگہ مزید رقمطراز ہیں کہ:

يقول ما بعثت الله نبياقط الا بتحريم الخمروان يقرلله بالبداء

"اللہ تعالیٰ نے نبی صرف شراب کو حرام کرنے کے لئے اور بداء کا اقرار کرنے کے لئے بھیجے۔" (اصول کافی ج اص ۱۴۸)

اور ابومحمد الحسن بن موسیٰ نوبختی یہی بات یوں رقمطراز ہے:

ان جعفر بن محمد الباقر نص علی امامة

اسماعیل اینه و اشار الیه فی حیاته' ثم ان اسماعیل مات وهو حی فقال: ما بداالله فی شیٔ کما بداله فی اسماعیل انبی

''امام جعفر نے اپنی زندگی میں اپنے بڑے بیٹے اسماعیل بن جعفر کو اپنی امامت کے لئے نامزد کیا تھا کہ میرے بعد امام ہوں گے لیکن ان کے بیٹے اسماعیل کا ان کی زندگی میں انتقال ہوگیا تھا لوگوں نے اعتراض کیا (کہ آپ نے تو انہیں امام نامزد فرمایا تھا کیا آپکو ان کے انتقال کا علم نہ تھا؟) تو آپ نے فرمایا مجھے ہی نہیں اللہ کو بھی علم نہ تھا اللہ بھی بھول گیا تھا۔'' (فرق الشعیہ ص۸۴)

اللہ رب العزت کے متعلق اس قسم کے عقائد کے حامل **کلینی** صاحب اپنے اماموں کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:

الامام المطهر من الذنوب والمبرء من العیوب

''امام ہر طرح کے گناہوں اور عیوب سے پاک ہوتا ہے۔''

(اصول کافی ص[illegible])

یہی بات خمینی بھی رقمطراز ہے کہ:

لانتصور فیهم السهو والغفلة

''ان کے بارے میں سہو یا غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔'' (الحکومۃ الاسلامیہ ص۹۱)

اس قسم کے عقائد اس وقت جنم لیتے ہیں جب لوگ خدائے واحد کو چھوڑ کر اس کے شریک بنا لیتے ہیں کیونکہ جب وہ خالق کی صفات میں مخلوق کو شامل کرتے ہیں تو مخلوق کے عیوب میں بھی خالق کو شریک کر کے اپنے کو بڑا صاحب عدل سمجھتے ہیں یہ

صرف زبانی بات نہیں ہے بلکہ میں اس پر کتب شیعہ سے ٹھوس حوالے پیش کروں گا جس سے شام غریباں میں تقریری توحید کا فریب بھی منکشف ہو جائے گا کلینی صاحب نے اصول کافی میں ایک مستقل باب رقم کیا ہے۔

ان الائمة نور الله عزوجل

''آئمہ اللہ کے نور ہیں۔'' (اصول کافی ص ۱۱۷)

ابوبصیر کہتا ہے کہ میرے ایک سوال کے جواب میں امام جعفرؒ نے فرمایا:

اما علمت ان الدنیا و لاخرة وللامام یضعها حیث شاء ویدفعها الی من یشاء

''کیا تم کو معلوم نہیں کہ دنیا و آخرت سب امام کی ملکیت ہے وہ جس کو چاہیں دیدیں اور عطا فرمادیں۔'' (اصول کافی ص ۲۵۹)

یہی بات خمینی اس طرح رقمطراز ہے:

فان للامام مقام محموداً او درجةً سامیة و خلافة تکوینیة تخضع لولایتها وسیطرتها جمیع ذرات الکون

''امام کو وہ مقام محمود اور بلند درجہ اور تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے۔'' (الحکومۃ الاسلامیہ ص ۵۲)

کلینی محمد بن علی نقی سے حلال وحرام سے متعلق ایک طویل روایت نقل کرتا ہے اور تخلیق کائنات کی قصہ کہانی سنا کر اماموں سے متعلق کہتا ہے کہ:

فاشهر هم خلقها واجریٰ طاعتهم علیها و فوض امورها الیهم فهم یحلون مایشاؤن ویحرمون

مایشاؤون ولن یشآؤوا الا ان یشاء اللہ تبارک وتعالیٰ

''پھر ان مخلوقات کی تخلیق پر انہیں گواہ بنایا اور تمام مخلوق پر ان کی اطاعت وفرمانبرداری فرض کی اور تمام معاملات ان کے سپرد کردیئے تو یہ جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کردیتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں حرام کردیتے ہیں ایسا یہ نہیں چاہتے بلکہ اللہ چاہتا ہے۔'' (اصول کافی ص ۲۷۸)

اسی اصول کافی میں ایک مستقل باب ہے جس کا عنوان ہے:

ان الائمہ علیہم السلام یعلمون متی یموتون وانھم لایموتون الا باختیار منھم

''ائمہ علیہم السلام جانتے ہیں کہ کب ان کی موت ہوگی اور ان کی موت ان کے اپنے اختیار ہی میں ہوتی ہے۔'' (اصول کافی ص ۱۵۸)

آخر میں اس روایت پر اس عقیدہ پر حوالہ جات کا خاتمہ کرتا ہوں جو کلینی اور باقر مجلسی میں متفق علیہ ہے:

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ولایتنا ولایۃ اللہ التی لم یبعث بنی قط الابھا

''امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ہماری ولایت (حاکمیت) ایسی ہے جیسے اللہ کی ولایت (حاکمیت) ہے اور ہر نبی اس کا حکم لیکر مبعوث ہوا ہے۔'' (اصول کافی ص ۲۷۶' بحار الانوار ج ۲۶ ص ۲۸۱)

توہین انبیاء علیہ السلام وانکار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

حضرات اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام معصوم عن الخطاء اور مخلوقات میں سب سے بزرگ ہستیاں ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور سید الانبیاء ہیں اور نبوت میں انبیاء علیہم السلام کا کوئی غیر نبی شریک نہیں تھا اور اسی لئے حضرات اہلسنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں کہ:

بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر

یہی عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد ہے اور جو لوگ اس عقیدہ میں خواہ تاویلات ہی کا سہارا لیکر کسی غیر نبی کو شریک ٹھہرائیں وہ اس عقیدہ ختم نبوت سے انکار کے مرتکب ٹھہریں گے مگر باقر مجلسی رقمطراز ہے:

حق اینست که در کمالات وشرائط و صفات فرقے در پیغمبر و امام نیست

''حق یہ ہے کہ تمام کمالات شرائط وصفات میں پیغمبر اور امام کے درمیان کوئی فرق نہیں۔'' (حیات القلوب ج ۳ ص ۱۰)

اس کے باوجود اسی صفحہ پر مزید لکھتے ہیں کہ:

مرتبه امامت بالاتر از مرتبه پیغمبر یست

''امامت کا مرتبہ پیغمبر سے بھی بالاتر ہے۔'' (حیات القلوب ج ۳ ص ۱۰)

یہ برین واشنگ کا بہت قدیمی طریقہ ہے جس کے ذریعے انسان کے ذہن میں پہلے کسی تقدس کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے پھر چھوٹی برائی سے بتدریج اس کو بڑی برائی اور بالاخر بگاڑ کی اکائی بنا دیتی ہے۔ اور بگاڑ ابو منصور الحسن المعروف علامہ حلی کی طرح کے ان گمراہ جملوں سے جنم لیتا ہے۔

یحب علی اللہ نصب الا مام کنصب النبی

"اللہ پر واجب ہے کہ امام کو بھی نبی کی طرح مقرر کرے۔"

(منہاج الکرامہ ص ۷۲)

صرف یہی نہیں بلکہ حضرات روافضی کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو جو بھی آزمائش پیش آئی وہ عقیدہ امامت سے انکار کی وجہ سے پیش آئیں۔ اس سلسلے میں وہ حضرات آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو شامل سمجھتے ہیں باقر مجلسی کی بحارالانوار میں اسی عقیدہ پر کئی ابواب ہیں جن میں لمبی چوڑی روایات کے ڈھیر ہیں جن میں سے ہم صرف دو مختصر ترین روایات نقل کر رہے ہیں:

ابو بصیر نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ:

قال: مامن نبیٍ ولا من رسول أرسلٍ الا مولا یتناو تفصیلنا علی من سوانا

"کسی نبی کو نبی اور کسی رسول کو رسول اس وقت تک نہیں بنایا گیا جب تک اس نے ہمارے اماموں کی ولایت اور سب پر ہماری فضیلت کا اقرار نہیں کرلیا۔" (بحارالانوار ج ۲۶ ص ۲۸۱)

امام موسیٰ کاظم سے روایت ہے کہ:

بناغفر لادم بنا ابتلیٰ أیوب وبنا افتقد یعقوب وبنا حبس یوسف وبنا رفع البلاء وبنا أضاء ت الشمس نحن مکتوبون علی عرش ربنا

"ہمارے وسیلہ سے آدم کو معافی ملی ہمارے ہی سبب سے ایوب مصیبت میں مبتلا ہوئے یعقوب کو صدمہ فراق برداشت کرنا پڑا یوسف زندانی ٹھہرے اور ہمارے ہی وسیلہ سے ان کے مصائب دور ہوئے سورج ہمارے ہی طفیل روشن ہوتا ہے اور ہمارے ہی اسمائے

گرامی رب کے عرش پر کندہ ہیں۔" (بحارالانوار ج ۲۶ ص ۲۵۱)

کلینی رقمطراز ہے کہ ابوالحسن عطار روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا ہے کہ:

یقول اشرک بین الاوصیاء والرسل فی الطاعة

"وہ فرماتے تھے کہ اوصیاء (اماموں) کو اطاعت میں رسولوں کے ساتھ شریک کرو۔" (اصول کافی ج ۱ ص ۱۱۰)

یہی کلینی صاحب اس کی وجہ بھی آگے رقمطراز ہیں:

الائمة بمنزلة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"اماموں کا مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔"

(اصول کافی ج ۱ ص ۲۷۰)

شیعہ مفسر ابوالحسن بحرانی رقمطراز ہے کہ:

ان لائمة مثل النبی فی فرض الطاعة ولافضیلة

"تمام آئمہ وجوب اطاعت اور افضلیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پلہ وہم مرتبہ ہیں۔" (مقدمہ تفسیر البرہان ص ۱۹)

اسی لئے بحرانی نے اگلے ہی صفحہ پر فتویٰ بھی دے دیا کہ:

من جحد امامة امام اللہ فھو کافر مرتد

"آئمہ میں سے کسی ایک امام کا بھی انکار کرنے والا کافر و مرتد ہے۔" (مقدمہ تفسیر البرہان ص ۲۱)

آخر میں اس عقیدہ پر آخری حوالہ رہبر انقلاب ایران کے دے کر اس عقیدہ پر حوالہ جات سمیٹتا ہوں۔

وان من ضروریات مذھبنا ان لائمتنا مقامالا

يبلغه ملك مقرب ولا نبي مرسل

''اور ہمارے مذہب کی ضروریات میں یہ عقیدہ بھی ہے کہ آئمہ کو وہ مقام حاصل ہے جہاں تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔'' (الحکومۃ الاسلامیہ ص ۵۲)

تحریف قرآن

حضرات اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ قرآن عظیم وہ لاریب آسمانی کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ رب العزت نے لی ہے اس کے مقابلے میں حضرات روافض کے عالم کلینی صاحب رقمطراز ہیں:

وان عند نالمصحف فاطمه عليه السلام وما يدريهم مامصحف فاطمه قال فيه مثله قرآنكم هذا ثلاثه مرات والله مافيه عن قرآنكم حرف واحد

''ہمارے پاس مصحف فاطمہ علیہا السلام ہے اور تمہیں کیا خبر مصحف فاطمہ کیا ہے وہ قرآن کی مثل ہے مگر وہ تمہارے قرآن سے تین گنا زیادہ ہے اور اللہ کی قسم اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔'' (اصول کافی ص ۱۴۶)

یہ بات صرف روایات تک محدود نہیں ہے بلکہ شیعہ اکابرین نے اس موضوع پر ضخیم کتب تحریر کیں ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

کتاب التحریف: احمد بن محمد بن خالد البرقی

کتاب التنزیل والتغیر: محمد بن خالد البرقی

کتاب التنزیل من القرآن والتحریف: علی بن فضال

کتاب التحریف والتبدیل: محمد بن حسن الصیرفی

کتاب القراءات: احمد بن محمد بن سیار

التنزیل والتحریف: حسن بن سلیمان الحلی

کتاب قراءۃ امیر المومنین وقراءۃ اہل بیت: محمد بن علی الماھیار المعروف بامن الجحام

قراءۃ امیر المومنین: ابوطاہر عبدالواحد القمی

ان تمام کتب کو ہم نے مشہور شیعہ علماء طوسی اور ابن شہر آشوب کی الفہرست اور معالم العلماء میں سے نقل کیا ہے اس کے علاوہ شیعہ عالم علی بن طاؤس کی کتاب سعد السعود میں بھی اس سلسلے میں بہت سی کتب کے نام مل جائیں گے۔ ان کتب کے علاوہ متعدد کتب ایسی بھی ہیں جن میں اس موضوع کے اثبات میں مستقل ابواب اور عنوانات قائم کئے گئے ہیں مثلاً جعفر کلینی نے اصول کافی میں شیخ صفار نے بصائر الدرجات میں محمد الکاظمی نے شرح الوفیہ میں اور سعد بن عبداللہ نے ناسخ القرآن و منسوخہ میں اس کے علاوہ شیعوں کی تمام تفاسیر وعقائد واصول کی کتب اس موضوع پر قابل ذکر ماخذ ہیں شیعہ متقدمین کی طرح متاخرین نے بھی اس موضوع پر بہت سی کتب تحریر کی ہیں جن میں سے سب سے مشہور مرزا احمد تقی نوری طبرسی کی:

(۱) فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الأرباب

(۲) ردبعض الشبھات عن فصل الخطاب

ہے اس میں جناب رقمطراز ہیں:

قال السید محدث الجزائری فی الانوار مامعناه ان الاصحاب قد طبقوا علیٰ صحة الاخبار المستفیضة بن المتواتره الدالة بصریها علیٰ وقوع التحریف فی القران کل ماومادةً واعراباً والتصدیق بهانعم خالف فیها

المرتضیٰ والصدوق والشیخ الطبرس

''جناب محدث الجزائری نے انوار النعمانیہ میں فرمایا ہے'

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے اصحاب میں سب کا اس پر اتفاق ہے

کہ وہ تمام مشہور اور متواتر روایات جو صراحۃً قرآن کی عبارت اس

کے الفاظ اور اس کے اعراب میں تحریف بتاتی ہیں صحیح ہیں اور ہمارے

تمام اصحاب تحریف کی ان روایات کی تصدیق پر متفق ہیں صرف

شریف مرتضیٰ، شیخ صدوق اور طبرسی نے اس سے اختلاف کیا ہے۔

(ابو جعفر بھی ان میں شامل ہیں)۔'' (فصل الخطاب ص ۳۰)

اسی کتاب میں مزید رقمطراز ہیں:

والی طبقة (رای المرتضیٰ) لم یعرف الخلاف

صریحاً الامن هذه المشائخ الاربعة

''شریف مرتضیٰ کے طبقہ تک مسئلہ تحریف قرآن کی صراحتاً مخالفت

سوائے ان چار بزرگوں کے کسی اور نے نہیں کی۔'' (فصل الخطاب ص ۳۴)

شیعہ اس بات کے تو قائل ہیں کہ چار کے علاوہ تمام شیعہ علماء قرآن میں

تحریف کے قائل ہیں حالانکہ عقیدہ تحریف قرآن مذہب شیعہ کی ضروریات میں سے

ہے اور ایسا ان اصحابہ اربعہ نے محض تقیۃً کیا تھا اس بات کی گواہی میں نعمت اللہ الجزائری

رقمطراز ہیں:

والظاهر أن هذا القول إنما صدر منهم لأجل

مصالح كثيرة

''ظاہر ہے کہ ان حضرات کا انکار محض چند مصلحتوں پر مبنی

ہے۔'' (انوار النعمانیہ ص ۳۵۷)

اسی صفحہ پر مزید رقمطراز ہیں:

كيف وهؤلاء الأعلام رو وافی مؤلفا تهم أخبارا كثيرة تشتمل على وقوع تلك الأمورفی القرآن وإنما الآية هكذا أنزلت ثم غيرت الى هذا •

''یہ حضرات قرآن کے غیر محرف ہونے کا عقیدہ کس طرح رکھ سکتے ہیں جبکہ ان حضرات نے اپنی کتب میں تحریف قرآن کے ثبوت میں بہت سی احادیث نقل کی ہیں جو بتاتی ہیں کہ فلاں آیت یوں نازل ہوئی اور پھر اس کو یوں بدل دیا گیا۔'' (انوار النعمانیہ ص ۳۵۷)

الغرض متقدمین و متاخرین شیعہ میں کوئی ایسا نہیں جو تحریف قرآن کا عقیدہ نہ رکھتا ہو یہ الگ بات ہے کہ وہ تقیۃً اس کا انکار کرتا ہو اسی لئے نوی طبرسی رقمطراز ہیں:

وعندی أن لاخبار فی هذا الباب متواترة معنى وطرح جميعها يوجب رفع الاعتماد عن الاخبار

''میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایتیں معنا متواتر ہیں اور ان سب کو ترک کردینے سے فن حدیث کا اعتبار جاتا رہے گا۔''

(فصل الخطاب ص ۳۵۳)

تحریف قرآن کے اسی عقیدہ کا شاخسانہ ہے کہ علامہ مجلسی ظہور مہدی پر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

پس بخواند قرآن را بخوئے که حق تعالیٰ بر حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم نازل ساخته بے آنکه تغیر باشد و تبدیل یافته باشد چنانچه در قرآن هائے دیگر شد

''وہ (امام مہدی) قرآن کو اس طرح پڑھیں گے جیسے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا بغیر اس کے کہ اس میں کوئی تغیر و

تبدیلی ہو جیسے کہ دوسرے قرآنوں میں ہوگئی ہے۔'' (حق الیقین باب

رجعت ص ۳۵۸)

تفسیر البرہان اور تفسیر صافی کے مقدمے میں تفسیر عیاشی سے منقول ہے کہ امام محمد علیہ السلام نے فرمایا:

ان القرآن قد طرح منه آی کثيرة

''تحقیق قرآن سے بہت سی آیات نکال دی گئیں۔''

(مقدمہ تفسیر البرہان مقدمہ ثالث فصل اول ص ۳۷)

شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی حضرت علی کی طرف روایت منسوب کرتے کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا:

أنهم أثبتوا فی الكتب مالم يقله الله ليلبسوا على الخليقة

''انہوں نے قرآن میں وہ باتیں درج کردیں جو اللہ نے

نہیں فرمائیں تھیں تاکہ مخلوق کو فریب دیں۔'' (احتجاج ص ۱۲۶)

اسی طرح کی بہت سی خرافات حضرات شیعہ کی تفاسیر میں بھری پڑی ہیں اس لئے ان کا قرآن پڑھنا صرف اور صرف حضرات اہلسنت کو دھوکے میں رکھنے کیلئے ہے یہی وجہ ہے کہ ملت روافض میں سورۃ فاتحہ سے لیکر سورۃ الناس تک کوئی صاحب حفظ قرآن کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

توہین صحابہؓ واہل بیت واطہار

حضرات اہلسنت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دور نبوت میں جو جماعت صحابہؓ نبی کی زیر تربیت تیار ہوئی اور ہر آزمائش میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہی جن سے راضی ہونے کی بشارت جابجا قرآن میں وارد ہوئیں جن کو دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی رہتی تھیں وہ گروہ صحابہ معیار ایمان ہیں اوران کے ایمان پر شک کی بے ایمانی کا ثبوت ہیں حضرات اہلسنت کے اس عقیدہ کے برخلاف حضرات شیعہ کے عقیدہ کے بارے میں باقر مجلسی رقمطراز ہے:

واعتقاد مادر برات آنست که بیزاری جویند از بت هائے چهار گانه' وزنان چهار گانه یعنی عائشه و حفصه و هند و ام الحکم ___ واز جمیع ایشاع و اتباع ایشاں و آنکه ایشاں بدنز خلق خدا اند

''اور تبرا کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ ان چار بتوں سے بیزاری اختیار کریں یعنی ابوبکر وعمر وعثمان اور معاویہ اور چار عورتوں سے بیزاری اختیار کریں یعنی عائشہ وحفصہ وہند اورام الحکم سے اوران کے تمام پیروکاروں سے اور یہ کہ یہ لوگ خدا کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں۔'' (حق الیقین ص ۵۱۹)

کبار صحابہؓ اورامہات المومنین کے معاملہ میں جن کا عقیدہ یہ ہوتو دیگر صحابہ کو تو کہنا کہنے اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ تو لاتعداد بیہودہ اور کفریہ خرافات جن کو روایات کا نام دے کر اہلبیت اطہار کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ دراصل حضرات اہلبیت اطہار کی شخصیت کو مجروح کرنے کے لئے ان پر بہتان ہے اور ملت روافض کے خلاف بہت

بڑا ثبوت ہیں مگر اس کے باوجود میں چند مختصر روایات ضرور پیش کروں گا جس سے حقیقت کو منکشف کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔

کلینی رقمطراز ہے کہ حنان بن سدیر اپنے والد سے نقل کرتا ہے کہ امام باقر نے فرمایا:

قال کان الناس اھل ردةٍ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والہ وسلم الا ثلاثة فقلت و من الثلاثة؟ فقال المقداد بن الاسود وابوذر الغفاری و سلمان فارسی رحمة اللہ علیھم وبرکاتہ •

''فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے صرف تین کے علاوہ میں نے پوچھا وہ تین کون تھے؟ تو فرمایا کہ مقداد بن الاسود۔ ابوذر غفار اور سلمان فارسی اللہ کی ان پر رحمتیں اور برکتیں ہوں۔''

(فروغ کافی کتاب الروضہ ۳ ص ۱۱۵)

یہی بات علامہ کشی رجال کشی کی روایت نمبر ۲۴ میں ذکر کرنے کے بعد اگلی روایت میں اور روایت نمبر ۲۳ اور ۴۰ میں ان تین صحابہؓ کے بھی گمراہ ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں اور یہی علامہ کشی اسی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت عباس اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبید اللہ بن عباس کو روایت نمبر اور ۱۰۳ میں کھلا کافر اور گمراہ کہتا ہے حالانکہ ان حضرات کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے اور خمینی صاحب نے تو اس موضوع پر پوری کتاب کشف الاسرار تحریر کر ڈالی' اس میں انہوں نے دیگر صحابہؓ پر تو جو بہتان اور فتوے لگائے الگ بات ہے اس نے اس کتاب میں دو عنوان:

مخالفتہائے ابوبکر بانصی قرآن اور مخالفت عمر با قرآن خدا
قائم کر کے اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۱۹ میں کذب بیان ہے کہ:

این کلام یا وہ کہ از اصل کفر زندقہ ظاہر شدہ

''ان کا یہ کلام دراصل اس کے باطن کے کفر اور زندیقیت
کا اظہار تھا۔'' (کشف الاسرار ص ۱۱۹)

صرف کبار صحابہؓ ہی نہیں بلکہ اہلبیت نبوت بھی ان کے بغض وانتقام سے نہیں
بچ سکے باقر مجلسی اس سلسلے میں رقمطراز ہیں:

پس حضرت بجانب خانہ برگر دید و
حضرت امیر انتظار مصاود ت اور میکشید چوں
بمنزل شریف قرار گرفت از روئے مصلحت خطا
بھائے شجاعانہ درشت باسید اوصیاء نمود کہ مانند
جنسین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائناں درخانہ
گریختہ وبعد از شجاعان و ھر رابر خاک ھلاک
افگندی مغلوب این نامرداں گریدہ

''جب سیدہ (فاطمہؓ مہاجرین وانصار سے بحث کے بعد)
گھر واپس آئیں تو حضرت علیؓ ان کے منتظر تھے سیدہؓ جب گھر میں
داخل ہوئیں تو جناب علیؓ سے مخاطب ہوئیں کہ ہم بچے کی طرح شکم مادر
میں پردہ نشین ہو گئے اور بزدلوں اور ذلیل لوگوں کی طرح بھاگ
کھڑے ہوئے تم نے زمانے میں کے بہادروں کو پچھاڑا لیکن خود ان
بزدلوں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔'' (حق الیقین ص ۲۶۷)

کلینی رقمطراز ہے:

عن یعقوب بن شعیب قال لما زوج رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فاطمه علیها السلام دخل علیها
وهی تبکی فقال لهاما یبکیک فو اللہ لو کان فی اهلی
خیر منه مازو جتکه و اما انا ازوجه لکن اللہ زو جک
واصدق عنک الخمس مادامت السموات والارض

''یعقوب بن شعیب کا بیان ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو وہ رو رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں رو رہی ہو؟ واللہ اگر میرے خاندان میں علی سے کوئی بہتر ہوتا تو تیرا نکاح علی سے نہ کرتا تیرا نکاح میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا بلکہ یہ نکاح اللہ نے کیا ہے اور خمس کو تیرا مہر مقرر کیا ہے جب تک زمین آسمان قائم ہیں۔''

(فروغ کافی ج۲ص ۱۵۷)

محمد بن حسن طوس رقمطراز ہیں:

وکان نقش خاتم امیر المومنین الملک اللہ
وکان فی یدہ ایسرٰی ویستنجی بها

''حضرت علی کے بائیں ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی جس پر نقش تھا (الملک اللہ) سب اللہ کی ملکیت ہے آپ اسی سے استنجا کرتے تھے۔''

(الاستبصار جز اول ص ۲۶)

باقر مجلسی ایک جگہ مزید رقمطراز ہیں:

بسند حسن از صادق علیه السلام روایت
کرده است که غیرتے در حلال روانیست بعد از آنکه

حضرت رسالت بعلی وفاطمه علیهما السلام درشب
زناف گفت که کاری میکند تامن نزد شمابیایم

''صحیح سند کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حلال چیز کے بیان میں شرم نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ حضور رسالت مآب نے سب زناف حضرت علی اور فاطمہ سے فرمایا جب تک میں نہ آؤں کام نہ کرنا۔'' (جلاء العیون ج ا ص ۱۹۴)

اس قسم کی لاتعداد روایات سے کتب شیعہ بھری پڑی ہیں یہ تو صرف ان کی ایک جھلک ہے اب آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان کی ان روایات سے کس کس کی شخصیت پر حرف آتا ہے مگر اپنی تلبیسانہ فطرت سے مجبور یہ لوگ اس سے قطعاً بے پرواہ ہیں۔

توہین اہلسنت

حضرات اہلسنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو دل و جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سنی کہلاتے ہیں مگر روافض (شیعہ) حضرات اہلسنت کے لئے ناصبی یا عامہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔

محمد بن حسن طوسی جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں:

انه لیس الناصب من نصب من اهل البیت فانا لاتجدو ولا یقول انا بغض ال محمد ولکن الناصب من نصب لکم و هو یعلم انکم تولونا وانتم شیعتنا

''ناصبی وہ نہیں جو اہلبیت سے دشمنی رکھتا ہو کیونکہ کوئی شخص نہیں کہ جو کہے میں الِ محمدؐ سے بغض رکھتا ہوں ناصبی وہ ہے جو تم شیعوں سے دشمنی کرے۔'' (الاستبصار ج ۳ ص ۱۰)

یہی بات حق الیقین میں تحریر کرنے کے بعد ملا باقر مجلسی مزید تحریر کرتے ہیں:

بخدمت امام علی النقی علیه السلا وسوال کردند که آیا محتاج هستیم در دانستین ناصبی برزیاد از این که ابوبکر و عمر را تقریم کند برامیر المومنین علیه السلام و اعتقاد بر امامت آنها داشته باشد حضرت در جواب نوشت هر که این اعتقاد داشته باشد او ناصبی است

''لوگوں نے امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا ہمارے لئے اس سے زیادہ جاننا ضروری ہے کہ ناصبی ابوبکر وعمر کو جناب امیر علیہ السلام پر مقدم کرتا ہے اور انکی امامت کا اعتقاد رکھتا ہے حضرت نے جواب میں لکھا جو شخص یہ اعتقاد رکھے وہ ناصبی ہے۔''

(حق الیقین ج ۲ ص ۵۲۱

اسی طرح ایک طویل روایت محمد بن مسلم کی زبانی کلینی رقمطراز ہے جس کے درمیان میں یہ جملہ بڑا قابل غور ہے:

قال ثم خرج ابوحنیفه من عنده فقلت له جعلت فداک انی کرهت تعبیر هذا الناصب

''اس کے بعد ابوحنیفہ ان کے پاس سے چلے گئے تو میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہو جاؤں اس ناصبی (ابوحنیفہؒ) کی تعبیر مجھے اچھی نہیں لگی۔''
(الجامع الکافی کتاب الروضہ ص ۱۳۷)

اور کلینی کی اس کافی کے مترجم روافض کے ادیب اعظم سید ظفر حسن صاحب رقمطراز ہیں

ثم قال لعن الله ابا حنیفة

''پھر فرمایا اللہ لعنت کرے ابوحنیفہ پر۔'' (الشافی ج ا ص ۶۱)

جب جماعت اہلسنت کے اکابرین کے ساتھ ان کا یہ رویہ ہے تو باقی جماعت کے ساتھ ان کے رویہ کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں مگر اس کے باوجود میں شیعہ سنی اتحاد کے داعیوں کی عبرت کے لئے چند حوالے پیش کر رہا ہوں۔

ابن بابویہ قمی رقمطراز ہیں:

ولا یجوز الوضوء بسؤر الیہودی والنصرانی و ولد الذنا والمشرک وکل خالف الا سلام و أشد من ذلک سؤر الناصب

''یہودی' نصرانی' حرامی اور مشرک چھوٹے سے وضو جائز نہیں اور سنی کا جھوٹا ان کافروں کے جھوٹے سے بھی شدید ہے۔''

(من لا یحضرہ الفقیہ ج ا ص ۸)

محمد بن حسن طوسیٰ لکھتا ہے کہ کسی شخص نے سنی عورت سے نکاح کرنے سے متعلق امام جعفر صادقؒ سے سوال کیا تو امام جعفر صادق نے جواب دیا کہ:

لأن الناصب کافر

''نہیں کیونکہ سنی کافر ہیں۔'' (تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۳۰۲)

اور اگلی روایت میں اسی صفحہ پر مزید رقمطراز ہیں کہ امام جعفر صاق کے سامنے:

ذکر الناصب فقال لاتنا کحم ولا تأکل ذبیحتھم ولا تکن معھم

''جب سنیوں کا ذکر آیا تو فرمانے لگے ان کے ساتھ نکاح کرنا اور ان کا ذبیحہ کھانا حرام ہے۔'' (تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۳۰۲)

نعمت اللہ الجزائری رقمطراز ہیں کہ:

الناصب الذی ورد فی الأخبار أنه نجس وأنه

شرمن اليهودى و النصرانى والمجوسى وأنه كافر نجس با اجماع علماء اماميه •

سنی کے بارے میں ہماری احادیث میں ہے کہ سنی لوگ شیعوں کے اماموں کے نزدیک یہودی' عیسائی اور مجوسی سے زیادہ شریر اور ناپاک کافر ہیں۔'' (انوار النعمانیہ ج۲ ص۳۰۶)

اور یہی نعمت اللہ الجزائری اسی کتاب کے تیسری جلد میں لکھتا ہے:

قوله عليه السلام ماخالف العامة ففيه الرشاد مما لاريب فيه حتى انه روى ان رجلا من اهل الا هواز كتب اليه عليه السلام وهو فى المدينة ان ربما أشكل علينا الحكم فى المسئله التى يحتاج اليهاد ولا تصل الايدى اليک فى كل وقت فماذا نضع؟ فكتب اليه عليه السلام اذا كان الحال على ماذكرت فأت القاضى البلدو سله عن تلک المسئلة فما قابل لک فخذ بخلافه فان الخير (الحق خ) فى خلافهم

''حضرت علیؑ کا قول ہے کہ بے شک عامہ (سنی) کی مخالفت میں ہی خیر ہے روایت ہے کہ اہل اہواز (ایران) میں سے ایک شخص نے حضرت علیؑ کے پاس مدینہ میں خط بھیجا کہ آپؑ تک ہر وقت ہماری رسائی نہیں ہوتی اگر کسی مسئلہ میں ہمیں مشکل پیش آئے تو ہم کیا کریں؟ حضرتؑ نے جواب دیا کہ اگر اس طرح کوئی معاملہ درپیش ہو تو (سنی) قاضیٔ شہر سے اس مسئلہ سے متعلق دریافت کرو وہ جو بتائے اس کے الٹ کرو اسی میں خیر ہے۔'' (انوار النعمانیہ ج۳ ص۵۵)

اصول کافی کے فارسی ترجمہ کے دیباچہ میں اسی لئے حضرات اہلسنت کے خلاف اماموں کی خودساختہ روایت نقل کی ہے کہ:

وعو ما وافق القوم فان الرشد فی خلافهم

''یعنی کہ تم ان کے (سنیوں) کے ساتھ موافقت نہ کرو کیونکہ ان کی مخالفت ہی میں کامیابی ہے۔'' (دیباچہ اصول کافی ترجمہ فارسی ص ۹)

اور باقر مجلسی تو اس مخالفت میں اتنے آگے نکل گیا کہ کہنے لگا کہ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو:

پیش از کفار ابتداء به سنیان خواهد کرد باعلماء ایشان وایشان راخوهد کشت

''کافروں سے پہلے سنیوں اور ان کے علماء سے کاروائی شروع کریں گے اور ان سب کو قتل کر دیں گے۔'' (حق الیقین ص ۲۵۷)

یہی باقر مجلسی ایک جگہ اپنے دل کی بھڑاس اس طرح بھی نکالتا ہے:

حق تعالیٰ خلقے بد تراز سگ نیا فرید است و ناصبی نزد خدا خوار تراز سگ

''خدا نے کتے سے بدتر کوئی مخلوق پیدا نہیں کی مگر سنی خدا کے نزدیک کتے سے بھی بدتر ہے۔'' (حق الیقین ص ۵۱۶)

اور کلینی اپنی فطرت یوں ظاہر کرتا ہے:

ان الناس کلهم اولاد بغایا ماخلا شیعتنا

''بے شک شیعوں کے علاوہ تمام لوگ کنجریوں کی اولاد ہیں۔'' (فروغ کافی ص ۱۳۵)

اور اردو زبان میں شیعوں کی معروف کتاب میں نائب حسین نقوی تحریر

کرتے ہیں کہ جب کسی سنی کے جنازے میں شامل ہوتو یہ دعا پڑھو:

اللھم ازقه اشد عذبک فانه کان یو الی اعداء ک ویعادی اولیاء ک وبلادک للھم اصیله حرنارک

''اے اللہ اس کو بہت سخت عذاب میں مبتلا کر کیونکہ یہ تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا اور تیرے دوستوں سے عداوت رکھتا تھا اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلبیت سے دشمنی رکھتا تھا اے اللہ اسے اپنی گرفت میں لے لے اور اے اللہ اسے جہنم کی آگ میں پہنچا۔'' (تحفۃ العوام ص ۲۲۵)

ان باتوں کے باوجود اگر کوئی صاحب یہ سوچتے ہیں کہ حضرات روافض کے دل میں ہمارے خلاف اتنا تعصب ہے تو وہ لوگ ہمارے ساتھ میل ملاپ کیوں رکھتے ہیں تو اس کا جواب میں شیخ صدوق ابن بابویہ قمی سے نقل کر کے اس موضوع پر حوالہ جات کو ختم کرتا ہوں۔

لیس بینکم و بین مخالفکم الاالمضمر' قیل فای اشئ المضمر؟ قال الذی تسمونه بالبراء ة' ومن خالفکم وجاره فابرؤامنه

''یعنی تم میں اور تمہارے مخالفوں میں ظاہر میل (تقیہ) کے وقت کوئی فرق نہیں رہنا چاہیئے سوائے اس کے جو تمہارے دل میں مضمر (چھپا) ہوا ہو پوچھا یہ مضمر (چھپا) ہوا کیا ہے فرمایا وہی چیز جس کا نام تبراء ہے جو شخص تمہارا مخالف ہو اس سے ظاہری میل ملاپ (تقیہ) کی حالت میں بھی دل میں نفرت رکھو۔'' (اعتقادیہ صدوق ص ۲۱۴)

متعہ

صرف حضرات اہلسنت ہی نہیں بلکہ دنیا کی تمام متمدن و غیر متمدن اقوام آج بھی موجودہ آوارگیوں اور عیاشیوں کے باوجود زنا کو ایک معیوب فعل سمجھتی ہیں حتیٰ کہ زمانہ قبل از اسلام بھی اس فعل کو معیوب سمجھا جاتا تھا مگر قبل از اسلام بھی ایران واحد ملک تھا جہاں کے زرتشتی اور مانوی اس فعل قبیح میں کوئی برائی نہ سمجھتے تھے اور مانوی تو محرمات کو بھی حلال سمجھتے تھے مگر اسلام نے جب مجوسی بادشاہت کی دھجیاں اڑا دیں تو ان مجوسیوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر جہاں تخریب اسلام کی بنیاد رکھی وہاں اس بدکاری کو بھی اسلام کا لبادہ اوڑھا کر اس کا اسلامی نام متعہ تجویز کیا۔ اسکا بنیادی مقصد ایرانی مجوسی ثقافت کا فروغ تھا اور اب تو یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ جگہ جگہ کھلے ہوئے عاملوں کے اڈے جہاں جادو کی کاٹ ٹونے ٹوٹکے اور تعویز گنڈوں کے ذریعے شیعت کا پرچار کیا جاتا ہے اس سے زیادہ ان بے حیائی کے اڈوں نے شیعت کی تبلیغ میں اہم کردار ادا کیا ہے جہاں متعہ کے نام سے اس قبیح فعل کو مذہبی تقدس دیا گیا ہے اور اس کے لئے انہوں نے دیگر عقائد کی طرح اس عقیدے سے متعلق تمام تر من گھڑت روایات آئمہ عظام کی طرف منسوب کر دی ہیں۔

محمد بن حسن طوسی الاستبصار میں اور کلینی فروغ کافی میں رقمطراز ہے:

عن ابی عبداللہ قال المتعة نزل به القران وجرت به السنة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

''حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ متعہ کے جواز میں قرآن نازل ہوا اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت طریقہ پر عمل ہوتا ہے۔'' (الاستبصار جز ثالث ص ۷۷، فروغ کافی ج ۲ ص ۱۲۰)

جس عمل کی فضیلت اکابرین شیعہ نے اس حد تک بتائی ہے حضرات قارئین

ہوسکتا ہے کہ ہم نے اپنے گذشتہ بیان میں متعہ کے متعلق کوئی اشکال چھوڑ دیا ہو تو حضرات شیعہ کے ہی اکابرین سے اس سلسلہ میں وضاحت پیش کئے دیتا ہوں شیخ صدوق صاحب یوں وضاحت کرتے ہیں:

عن ابی جعفر فی المتعة قال لیست من الاربع لانها لا تعلق ولا ترث وان هی مستاجره

''امام باقر فرماتے ہیں کہ متعہ کئے جانے والی عورت کا چار منکوحہ عورتوں میں شمار نہیں ہے' کیونکہ نہ اسے طلاق دی جاتی ہے اور نہ ہی یہ وراثت میں حصہ دار بنتی ہے بلکہ یہ تو اجرت پر کام دینیوالی عورت ہے۔'' (من لایحضرہ الفقیہ ص۱۴۹)

اور کلینی صاحب یوں رقمطراز ہیں کہ:

عن زرارة ابن اعین عمال قلت کم تحل من المتعة قال کم شت هن بمنزلة الاماء

''زرارہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ کتنی عورتوں سے متعہ حلال ہے فرمایا جتنی عورتوں سے چاہے یہ تو بمنزلہ لونڈیوں کے ہیں۔'' (فروغ کافی ج۲ص۱۹۱)

یہی کلینی صاحب مزید رقمطراز ہیں:

عن ابی عبدالله قال لایکون المتعة الا بامرین اجل مسمیٰ واجر مسمیٰ

''حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ متعہ کیلئے دو باتیں ضروری ہیں ایک وقت کا تعین اور دوسرا اجرت متعہ کا تعین۔''

(فروغ کافی ج۲ص۱۹۳)

ابوجعفر حسن طوسی صاحب رقمطراز ہیں:

ولیس فی المتعة اشهادو لااعلان او قد قدمنا ذالک فی ما معنی

''متعہ کے لئے گواہوں اور اعلان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' (تہذیب الاحکام ج ا ص ۱۸۹)

یہی ابوجعفر حسن طوسی اسی کتاب میں مزید رقمطراز ہیں:

عن زراره عن ابیه عن ابی عبدالله علیه السلام ذکر له المتعة اهی من الاربع قال تزوج منهن الفا فانهن مستاجرات

''زرارہ کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا متعہ کی تعداد چار میں شامل ہے فرمایا کہ چاہے ایک ہزار سے متعہ کر یہ تو اجرت کا معاملہ ہے۔'' (تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۲۵۹)

یہی ابوجعفر طوسی اجرت کا معاملہ طے کرتے ہوئے ابوسعید احول سے روایت کرتا ہے:

قال قلت لا بی عبدالله علیه السلام ادنی مایتزوج به المتعة قال کف من بر

''میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ متعہ کرنے والا کم از کم کتنی اجرت ادا کرے' فرمایا ایک مٹھی بھر گندم۔''

(تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۲۶۳)

حضرات شیعہ کے کبار علماء کا یہ حال ہے تو خمینی صاحب تو کہاں چپ بیٹھنے والے تھے' فرماتے ہیں:

یجوز التمتع بالزانیة علیٰ کراهته

"زانیہ عورت سے متعہ کرنا جائز ہے مگر کراہیت کے ساتھ۔" (تحریر الوسیلہ ج ۲ ص ۲۹۲)

اور باقری مجلسی صاحب نے تو اس موضوع پر پوری کتاب رسالہ متعہ کے نام سے لکھ دی جس کا اردو ترجمہ مشہور شیعہ عالم سید محمد جعفر قدسی جائسی صاحب نے عجالۂ حسنہ کے نام سے کیا ہے اس کتاب میں جناب مجلسی صاحب رقمطراز ہیں:

"حضرت سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس نے زن مومنہ سے متعہ کیا اس نے ۷۰ مرتبہ خانۂ کعبہ کی زیارت کی۔"

(عجالہ حسنہ ص ۱۶)

صرف یہی نہیں بلکہ خلاف فطرت عمل بھی ان حضرات کے نزدیک جائز ہے اس سلسلے میں ابو جعفر حسن طوسی رقمطراز ہے:

سالت ابا الحسن الرضا علیه السلام عن ایتان الرجل المرأة من خلفها فقال احلتها آیه من کتاب الله عزوجل

"امام موسیٰ رضا سے عورت کے پیچھے کی جانب سے کرنے (وطی فی الدبر) کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ کتاب اللہ کی ایک آیت سے حلال ہے۔" (تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۴۱۵)

اس بات سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ لواطت ان حضرات کے ہاں قطعاً کوئی معیوب فعل نہیں ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اغلام بازی بھی ان حضرات کا محبوب مشغلہ ہے اور اس سے انکے صرف خانگی امور پر اثر پڑتا ہے ورنہ یہ ان کے نزدیک قطعاً معیوب نہیں ہے اس سلسلے میں جناب ابو جعفر حسن طوسی لکھتے ہیں:

ومن فجر بغلام فاوقبه لم تحل له اخته ولا امه

ولا ابنته ابداً

''جس شخص نے کسی لڑکے سے لواطت کی اس شخص کے لئے لڑکے کی بہن، ماں اور بیٹی ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔''

(تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۳۰۹)

اس روایت سے جہاں ہمارے بالائی بیان کی تصدیق ہوتی ہے وہاں حضرات قارئین پر یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ اغلام بازی ان حضرات کے لئے یوں بھی معیوب نہیں ہے کہ یہ ایرانی مجوسی ثقافت کی منہاج ہے۔ کیونکہ روساء مجوسی کے ہاں لونڈے رکھنا ایک قابل فخر ثقافتی قدر سمجھی جاتی تھی یہی وجہ ہے کہ تیسری صدی ہجری کا مشہور شیعہ عالم ابو محمود الحسن بن نوبختی کہ جس کی تعریف نور اللہ شوستری مجالس المومنین کے صفحہ نمبر ۲۲۶ ھ پر کرتا ہے یہی نوبختی لکھتا ہے کہ:

وقالوا بابا حة المحارم من الفروج والغلمان واعتلو فی ذالک بقول اللہ تعالیٰ

''اور ہم (شیعہ) کہتے ہیں کہ محرمات حلال ہیں اور پیشاب گاہیں اور لونڈے اللہ کے ارشاد کے مطابق۔'' فرق الشیعہ ص ۹۲)

یہی نوبختی مزید صراحت سے اپنی اس بات کی وضاحت ایک جگہ مزید اس طرح کرتا ہے:

ویقول بالا باحة للمحارم ویحلل نکاح الرجال بعضهم بعضافی ادبارهم ویزعم أن ذالک من التواضع والتذلل وأنه احدی الشهوات والطبیات وأن اللہ عزوجل لم یحرم شیأ من ذلک

''فرماتے ہیں (امام جعفر صادق) محرمات حلال ہیں اور

ان کے ساتھ نکاح بھی جائز ہے اور ان کا بھی (مردوں کا باہم) نکاح جائز ہے اور یہ ایک دوسرے کی شرم گاہیں استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ اس فعل میں تواضع اور انکساری پائی جاتی ہے اور یہ فعل خواہشات اور فطرت میں سے ہے بے شک اللہ نے ان باتوں میں سے کوئی بھی حرام قرار نہیں دی۔'' (فرق الشیعہ ص ۹۳)

غرض یہ کہ اس بارے میں مزید کچھ لکھنے سے بہتر ہے کہ میں آپ حضرات ا آگاہ کردوں کہ یہ ان حضرات روافض کا وہ عقیدہ ہے جس کے ذریعے یہ لوگ مجوسی ثقافت کا تحفظ یقینی بنا کر اسلامی معاشرے کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے میں حضرات اہلسنت کو یہ تنبیہ کرنا میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ جس حد تک ہو سکے اپنے آپ کو ان کوفی اشرار کے اس پھندے سے بچا کر رکھیں حضرات روافض کے نزدیک اس کی کتنی اہمیت ہے اس بات کا اندازہ فتح اللہ کاشانی صاحب کی اس روایت سے ہوگا جس کو انہوں نے امام جعفر صادق کی معرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی ہے۔

من تمتع مرة فدرجة كدرجة الحسينؑ ومن تمتع مرتين فدرجة كدرجة الحسنؑ ومن تمتع ثلث مرات فدرجة كدرجة عليؑ ومن تمتع اربع مرات فدرجة كدرجتي

''جو ایک دفعہ متعہ کرے گا وہ حسینؓ کا درجہ پائے گا' جو دو دفعہ متعہ کرے گا وہ حسنؓ کا درجہ پائے گا' جو تین دفعہ متعہ کرے گا وہ علیؓ کا درجہ پائیگا اور جو چار دفعہ متعہ کرے گا وہ میرا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا درجہ پائے گا۔'' (تفسیر منہج الصادقین ص ۳۵۶)

تقیہ / کتمان

جھوٹ بولنا' دھوکہ دینا یا اپنے دین و مذہب کو چھپانا دنیا کے کسی مذہب میں کوئی اچھا کام نہیں سمجھا جاتا بلکہ بالعموم اس کو ایک معیوب فعل سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف حضرات روافض اس فعل کو نہ صرف دین کا حصہ بلکہ اساس دین کہتے ہیں اور اس فعل کو تقیہ یا کتمان کا نام دیتے ہیں۔ ہم یہاں اس بات کی بھی وضاحت کرتے چلیں کہ ان حضرات روافض کا یہی عقیدہ ہے کہ جس کی وجہ سے بالخصوص حضرات اہلسنت ان کے مذہب کی گہرائیوں سے ناواقف ہیں اور اسی عقیدہ کی وجہ سے بہتر دفعہ حضرات اہلسنت کو دھوکہ دے کر بچ نکلتے ہیں اور ان کے عقائد اور مذہب پر پڑے تقیہ کے دبیر پردے پڑے رہ جاتے ہیں اسی عقیدہ کے مسئلہ میں کلینی صاحب ایک مستقل باب ''باب کتمان'' کے نام سے لکھ کر ایک روایت تحریر کرتے ہیں:

قال لی ابو عبد اللہ علیہ السلام یا ابا عمیر تسعة اعشار الدین فی التقیہ و لا دین لمن لاتقیة له

''امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے ابو عمیر دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ ہیں اور جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔'' (اصول کافی ص ۴۸۲)

کچھ ہی آگے مزید رقمطراز ہیں:

قال ابو عبداللہ علیہ السلام یا سلیمان انکم علی دین من کتمه اعزہ اللہ و من اذاعه اذله اللہ

''امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے سلیمان تم ایسے دین پر ہو کہ جو اسے چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا اور جو

اسے ظاہر کرے گا اللہ اس کو ذلیل و رسوا کرے گا۔'' (اصول کافی ص ۴۸۵)

اور اس روایت سے پہلے یہی کلینی صاحب اس عقیدہ میں شدت پیدا کرنے کیلئے آئمہ عظام پر بھی بہتان تراشنے سے نہیں چوکتے' کہتے ہیں:

قال ابو جعفر عليه السلام التقيه من ديني و دين ابائی و لايمان لمن لا تقيه له

''امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں تقیہ میرا اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے جو تقیہ نہیں کرتا اس میں ایمان نہیں ہے۔''

(اصول کافی ص ۴۸۴)

ابن بابویہ قمی المعروف شیخ صدوق صاحب رقمطراز ہیں:

ان اكرمكم عندالله اتقاكم

''اللہ کے نزدیک وہ شخص زیادہ اعزاز والا ہے جو زیادہ تقیہ کرتا ہے۔'' (رسالہ اعتقادیہ صدوق مترجم ص ۲۰۲)

یہی صاحب مزید وضاحت کرتے ہوئے آگے رقمطراز ہیں:

والتقية واجبة لا يجوز رفعها الىٰ ان يخرج القائم فمن تركها قبل خروجه فقد خرج من دين الله تعالىٰ ومن دين الامامية و خالف الله ورسوله والائمة

''تقیہ واجب ہے اور اس کا ترک کرنا جائز نہیں اس قت تک کہ امام مہدی کا ظہور نہ ہو بس جس کسی نے تقیہ کو امام کے ظہور سے پہلے چھوڑا تو وہ اللہ کے دین اور دین امامیہ سے نکل جائے گا اور وہ اللہ اللہ کے رسول اور آئمہ کا مخالف ہوگا۔''

(رسالہ اعتقادیہ صدوق مترجم ص ۴۷۲)

خمینی اس سلسلے میں مسائل نماز بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

ثانیها التکفیر وهو وضع احدی الیدین علی الاخری نحو مایصنعه غیرنا' ولا باس حال التقیه

''دوسرا عمل جو نماز کو باطل کر دیتا ہے ہاتھوں کو ایک دوسرے پر رکھنا ہے جیسے دوسرے کرتے ہیں ہاں تقیہ کے طور پر جائز ہے۔''

(تحریر الوسیلہ ج ا ص ۱۸۶)

مزید آگے رقمطراز ہیں:

تاسعها تعمد قو امین بعد اتمام الفاتحة الامع التقیه فلا باس به

''اور نویں چیز جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے بالقصد فاتحہ کے بعد آمین کہنا ہے البتہ تقیہ کے طور پر جائز ہے۔''

(تحریر الوسیلہ ج ا ص ۱۹۰)

آخر میں باقر مجلسی کی حق الیقین کا ایک اقتباس نقل کرتا ہوں کیونکہ یہ خاصا طویل اقتباس ہے اور اس کا ترجمہ بھی مشہور شیعہ عالم سید بشارت حسین نے کیا ہے اس لئے اردو ترجمہ سے ان کے اقتباس کو نقل کرنے کے بعد جہاں اس موضوع پر میں اپنے بیان کو مکمل کروں گا وہاں آپ حضرات کو اس بات سے بھی بخوبی آگاہی حاصل ہوگی کہ اہل ایمان کے درمیان اپنی زیست کی چند گھڑیوں کو آسان بنانے کے لئے کفر کیا کیا شعبدہ باز عقیدوں کو جنم دیتا ہے اور اس سے اس کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

''مخالفین میں سب سوائے مستضعفین کے آخرت کے احکام میں کفار کا حکم رکھتے ہیں اور جہنم سے خارج نہ ہوں گے اور دنیا میں بھی کفار کا حکم رکھتے ہیں لیکن چونکہ خدا جانتا تھا کہ حکومت باطل

حکومت حق پر قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم عجل اللہ مرجہ سے پہلے غالب ہوگی اور شیعوں کو معاشرت و معاملات میں مخالفوں کے ساتھ رہنا ہوگا اس باطل حکومت میں اکثر احکام اسلام کو ان پر جاری کیا تاکہ ان کی جان و مال محفوظ رہے اور انکی طہارت کا حکم کریں اور ان کا ذبیحہ حلال سمجھیں اور لڑکیاں ان سے لیں اور ان کو میراث دیں اور ان سے حاصل کریں اور تمام احکام اسلام ان پر جاری کریں تاکہ شیعوں کی زندگی ان کی حکومت میں دشوار نہ ہو اور جب حضرت صاحب الامرؑ ظاہر ہوں گے تو وہ حضرت بت پرستوں کا حکم ان پر جاری کریں گے اور وہ تمام احکام میں مثل کفار ہوں گے۔"

(ترجمہ حق الیقین ج ۲ ص ۲۱۶)

رجعت

قرآن مجید اور ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تواتر سے حضرات اہلسنت کے اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے کہ تمام بنی ادم قیامت ہی میں زندہ کئے جائیں گی اور اللہ رب العزت کی جانب سے جزا و سزا کے مستحق ٹھہریں گے اور اللہ ہی کی طرف سے ثواب و عذاب کا فیصلہ ہوگا۔ اس کے برخلاف حضرات روافض کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی کے ظہور کے وقت بھی اسی قسم کا معاملہ ہوگا اور اسے یہ حضرات رجعت کا نام دیتے ہیں اردو زبان میں حضرات روافضی کی عقائد و اعمال پر مستند ترین کتاب میں رجعت کا بیان اس طرح ہے:

"اور ایمان لانا رجعت پر بھی واجب ہے یعنی کہ جب امام مہدی ظہور و خروج فرمائیں گے اس وقت مومن خاص اور کافر اور منافق مخصوص زندہ ہوں گے اور ہر ایک اپنی داد اور انصاف کو پہنچے گا

اور ظالم سزا و تعزیز پاوے گا۔'' (تحفۃ العوام ص ۵)

اس کے علاوہ بھی تمام کتب شیعہ میں جہاں کہیں بھی امام مہدی کے ظہور کا ذکر ہے اس سے مراد وہی رجعت ہے جس کی وضاحت پر سب سے زیادہ مواد مجلسی صاحب کی حق الیقین میں ہے اور یہ تمام مواد تمام کتب شیعہ کا اس موضوع پر نچوڑ ہے جس کی شہادت خود مصنف موصوف نے دی ہے اس حق الیقین کا اردو ترجمہ دو جلد ... میں مشہور شیعہ عالم سید بشارت حسین نے کیا ہے چونکہ اصل بیان خاصہ طویل ہے ... لئے تقیہ کو مدنظر رکھ کر کئے جانے والے ترجمہ ہی سے ہم استفادہ کریں گے۔ ترجمہ حق الیقین کی دوسری جلد میں صفحہ ۵ پر ''نواں باب مقدمہ رجعت کے ثبوت میں'' کا عنوان قائم کر کے صفحہ ۴۲ تک ان صاحب نے اڑتیس صفحات کو اپنی جہنم کا ایندھن بنایا ... میں جہاں آیات قرآنی اور احادیث نبیؐ کا حلیہ بگاڑ کر جہاں رجعت کا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کی ہے وہاں اس میں وہ عجیب وغریب باتیں اور قصہ کہانیاں ہیں جن سے حقیقت کا کوئی تعلق نہیں خیر تبصرے سے ہٹ کر اڑتیس صفحات کا خلاصہ یا رجعت ... رام کہتا انہی کی زبانی سنیئے:

''واضح ہو کہ شیعہ کے اجماعی مسئلوں میں سے بلکہ فرقہ حقہ کے مذہب حق کی ضروریات سے حقیقت رجعت ہے۔ ....

اکثر علماء شیعہ نے رجعت پر اجماع کیا ہے .... من لایحضر الفقیہ روایت کی ہے' حضرت امام جعفر صادق سے کہ وہ شخص ہم سے تعلق نہیں رکھتا جو ہماری رجعت پر ایمان نہ رکھتا ہو اور متعہ کو حلال نہ جانتا ہو اس حقیر (مؤلف) نے کتاب بحار الانوار میں دوسو سے زائد حدیثیں چالیس سے زیادہ مصنفین علماء امامیہ سے نقل کی ہیں جنہوں نے پچاس معتبر اصل کتابوں سے درج کی ہیں۔'' (ص ۵)

قرب قیامت کی نشانیوں میں سے قرآن عظیم میں ایک نشانی یہ بھی بیان ہوتی ہے کہ اس وقت زمین سے ایک عظیم الجثہ جانور برآمد ہوگا قرآن عظیم میں اس کے لئے دابہ الارض کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ بعثت کے ثبوت میں ان آثار قیامت کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہوئے جناب رقمطراز ہیں:

''بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ اس دابۃ الارض سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔'' (ص ۶)

کچھ ہے آگے مزید رقمطراز ہیں:

''جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا........اور جب خدا نے پیغمبروں کی روحیں پیدا کیں تو ان سے عہد و پیمان لیا کہ ہم پر ایمان لائیں اور ہماری مدد کریں۔'' (ص ۸)

''حضرت نے فرمایا........ میں ہوں خدا کا بندہ رسول خدا کا بھائی میں ہوں امین خدا اور علم خدا کا خزینہ دار اور خدا کے اسرار کا صندوق اور حجاب خدا اور وجہ خدا ہوں........اور ہم ہیں خدا کے اسماء حسنیٰ اور اس کے امثال علیا اور اس کے آثار کبری اور میں ہوں جنت دروزخ کے تقسیم کرنے والا۔'' (ص ۹)

''حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام آئیں گے اور یہ آپ کی آخری واپسی ہوگی راوی نے پوچھا کیا بہت سے رجعتیں ہوں گی (یعنی کہ حضرت بہت مرتبہ واپس آئیں گے) فرمایا ہاں۔'' (ص ۱۰)

اس کے بعد پہلے کی طرح قرآن عظیم کی آیتوں میں بگاڑ پیدا کر کے اپنے مؤقف پر ثبوت فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے آگے چل کر صفحہ ۱۸ پر

رقمطراز ہیں:

''اور جب ہمارا قائم ظاہر ہوگا عائشہ کو زندہ کرے گا تا کہ اس پر حد جاری کر سکے .... جب قائم علیہ السلام آلہ محمد علیہم السلام ظاہر ہوں گے خدا ان کی ملائکہ سے مدد کرے گا اور سب سے پہلے جو شخص ان کی بیعت کرے گا وہ محمدؐ ہوں گے اور ان کے بعد علی ہوں گے .... اور قائم علیہ السلام کے ظہور کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ حضرت علیہ السلام برہنہ بدن قرص آفتاب کے سامنے ظاہر ہوں گے۔'' (ص ۱۸)

اس کے بعد مزید کہانیوں گویا داستان ہزار کی طرح بے تکی ہانک کر جناب رقمطراز ہیں:

''پھر حضرت کعبہ کی جانب پشت کر کے کھڑے ہوں گے اور دست موسیٰ کی مانند اپنا ہاتھ نکالیں ہوں گے جس سے نور تمام عالم کو روشن کر دے گا اور فرمائیں گے جو اس ہاتھ پر بیعت کرے گا ایسا ہے کہ اس نے خدا سے بیعت کی۔'' (ص ۳۰)

''اس تمام دن صاحب امر علیہ السلام کعبہ سے پشت لگائے کہیں گے کہ جو شخص چاہے کہ آدم .... نوح' سام' ابراہیم' اسماعیل' موسیٰ' یوشیع' عیسیٰ اور شمعون علیہ السلام کو دیکھے تو وہ مجھے دیکھے کیونکہ علم وکمال سب میرے پاس ہے اور جو شخص چاہے کہ محمد وعلی وحسن وحسین علیہم السلام اور حسین علیہ السلام کی زریعت سے آئمہ اطہار کو دیکھے تو وہ مجھے دیکھے اور جو چاہے مجھ سے سوال کرے کیونکہ وہ تمام علم میرے پاس ہے جن کی ان حضرات نے مصلحت نہ سمجھی اور خبر

نہ دی .... پھر قرآن کو پڑھیں گے جس طرح کہ حق تعالیٰ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تھا بغیر اس کے کچھ زد و بدل ہوا ہو جیسا کہ دوسرے قرانوں میں ہوا۔'' (ص ۳۱)

''مفصل نے پوچھا کہ حضرت علیہ السلام خانہ کعبہ کا کیا کریں گے حضرت نے فرمایا منہدم کر دیں گے۔'' (ص ۳۲)

اسی صفحہ پر مصنف موصوف امام مہدی کے لشکر اور اہل مکہ کے خارج از ایمان ہونے کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اور جب یہ لشکر مکہ واپس آئے گا تو سو میں سے ایک شخص بھی ایمان نہ لائے گا بلکہ ہزار میں سے ایک بھی ایمان نہ لائے گا۔''

(ص ۳۲)

آگے مصنف موصوف اپنے تعصب کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

''امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا اے مفصل بے شک زمین کے ٹکڑوں نے ایک دوسرے پر فخر کیا اور کعبہ معظمہ نے زمین کربلائے معلی پر فخر کیا تو خدا نے کعبہ کو وحی کی کہ ساکت رہ اور کربلا پر فخر مت کر کیونکہ وہ بقعہ مبارکہ ہے۔'' (ص ۳۳)

آخر کار صفحہ نمبر ۳۴ اور ۳۵ پر وہ نقشہ کھینچا کہ حضرات خلفاء راشدین ابوبکرؓ و عمرؓ کو مہدی روضۂ رسول کی حرمت پامال کر کے اٹھائیں گے یعنی کہ زندہ کریں گے اور ان حضراتؓ سے محبت و الفت رکھنے والوں ہلاک کریں گے اس کے بعد جناب لکھتے ہیں:

''پھر ہر ظلم و جور جو ابتدائے عالم سے آخر تک ہوا ان سب کا گناہ ان کی گردن پر لازم قرار دیں گے۔'' (ص ۳۵)

اس کے بعد من گھڑت عدالت و تعزیر کی نقشہ کشی کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

''ان پر عذاب کیا جائے گا یہاں تک کہ ایک شبانہ روز
میں ہزار مرتبہ ان کو مار ڈالیں گے اور زندہ کریں گے اور پھر خدا جہاں
چاہیگا ان کو لے جائے گا اور معذب کرے گا۔'' (ص ۳۵)

غرضیکہ اس کے بعد مزید شکایتوں قتال وجدال اور قیامت سے پہلے قیامت کی راگنی الاپ کر اور ۳۸ صفحات اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی سے سیاہ کرنے کے بعد صفحہ ۴۲ پر آخری سطر میں اس باب کا اختتام ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''یہ حدیث بہت طویل ہے ہم نے جس قدر اس مقام کے مناسب تھا
درج کر دیا ہے۔'' (ص ۴۲)

تاریخ تدوین فقہ جعفریہ

(از امان اللہ ملک ایڈوکیٹ)

اس فقہ کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ امام جعفر کے نام سے منسوب ہے۔جس سے یہی تاثر ملتا ہے کہ امام جعفر کے عہد میں آیا آپ کی زیر نگرانی اس فقہ کی تدوین ہوئی۔ مستند کتب شیعہ میں امام باقر تک فقہی اعتبار شیعہ کا دور جاہلیت ہی ثابت ہوتا ہے مثلاً اصول کافی نمبر۲:

ثم کانا محمد علی ابا جعفر و کانت الشیعتہ قبل ان یکون ابو جعفر وھم لا یعرفون مناسک حجھم وحلالھم و حرامھم حتی کان ابوجعفر ففتح لھم وبین لھم مناسک حجھم و حلالھم و حرامھم حتی صار الناس یحتاجون الیھم من بعد ما کانوا یحتاجون الی الناس

''پھر امام باقر آئے ان سے پہلے تو شیعہ حج کے مناسک اور حلال وحرام سے بھی واقف نہیں تھے۔امام باقر نے شیعہ کے لئے حج کے احکام بیان کئے اور حلال وحرام میں تمیز کا دروازہ کھولا یہاں تک کہ دوسرے لوگ ان مسائل میں شیعہ کے محتاج ہونے لگے جب کہ اس سے پہلے شیعہ ان مسائل میں دوسروں کے محتاج تھے۔''

اس اعتراف سے ظاہر ہے کہ امام باقر سے پہلے شیعہ حلال وحرام سے واقف ہی نہیں تھے۔

امام باقر کا سن وفات ۱۱۴ھ ہے یعنی پہلی صدی اور دوسری صدی میں فقہ جعفریہ کا جود ہی نہیں تھا۔اس لئے کسی اسلامی سلطنت مں اس کے نافذ کئے جانے کا

تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس زمانے میں خلافت راشدہ اور خلافت بنو امیہ کا اکثر حصہ شامل ہے' پس یہ تاریخی حقیقت ہے کہ پہلی صدی میں فقہ جعفریہ کا نہ وجود تھا نہ کہیں اس پر عمل ہوتا تھا۔

اسلام کی دعوت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال و حرام کی نشاندہی فرمادی تھی جب دین مکمل ہو گیا تو حلال و حرام' عبادت' معاملات و عقائد تمام چیزیں مکمل ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف سب کچھ بتا دیا بلکہ ان اصولوں پر ایک معاشرہ تیار کیا۔ خلافت راشدہ کے دور میں حلال و حرام کے ان مسائل پر عمل ہوتا رہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے تھے۔ مگر شیعہ کی معتبر ترین کتاب کے مؤلف صاحب ''اصول کافی'' کہتے ہیں کہ شیعہ کو حلال و حرام کا علم نہ تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ شیعہ کو حلال و حرام کے ان مسائل اور حج کے ان مناسک سے تعلق کوئی نہیں تھا جو اسلام نے اور داعی اسلام نے سکھائے تھے۔

امام باقر کے متعلق کتب شیعہ سے اس بات کا سراغ ملتا ہے کہ آپ نے شیعہ کو حلال و حرام کا احساس دلایا اور ان کو حدود سے روشناس کرایا لیکن اس کا کہیں سراغ نہیں ملتا کہ آپ کی زیر نگرانی کسی فقہ کی تدوین ہوئی۔

اس کے بعد امام جعفر کا دور آتا ہے آپ کی وفات ۱۴۸ھ میں ہوئی چونکہ فقہ ان کی طرف منسوب ہے اس لئے اس امر کی تلاش کی جائے آپ نے فقہ کی کوئی کتاب اپنی زیر نگرانی تیار کرائی۔ تاریخ میں اس کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ پھر اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ آپ نے جو روایات اور احادیث بیان فرمائیں انہی فقہی ابواب کے تحت جمع کر لیا گیا۔ بنیادی طور پر وہ حدیث کی کتابیں شمار ہوں گی مگر چونکہ انکی تدوین فقہی عنوان کے تحت ہوئی اس لئے ان کتب کو فقہ جعفریہ کی بنیادی کتابیں تصور کر لینا چاہیئے۔ اس نوع کی کتابیں چار ہیں ان کو صحاح اربعہ کہتے ہیں:

(۱) ''الکافی'' ابوجعفر یہ کلینی ۳۳۰ھ یعنی امام جعفر سے قریباً ایک سو اسی برس بعد کی تصنیف ہے۔

(۲) ''من لا یحضرہ الفقیہ'' محمد بن علی ابن بابویہ قمی ۳۸۰ھ یعنی امام جعفر سے قریباً دو سو تیس برس بعد۔

(۳) تہذیب الاحکام

(۴) ''استبصار'' محمد بن حسن طوسی ۴۶۰ھ یعنی امام جعفر سے قریباً ۳۱۰ھ برس بعد۔

فقہ جعفریہ کی ان چاروں کتابوں کا ذرا تفصیل سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلی کتاب ''اصول کافی'' اس وقت لکھی گئی جب خلفائے عباسیہ کے اکیسویں خلیفہ المتقی باللہ کا دور خلافت تھا۔ اور آخری کتاب کے مصنف کا سن وفات بتاتا ہے کہ اس وقت خلفائے عباسیہ کے بتیسویں خلفہ القائم باہر اللہ کا دور خلافت تھا۔ گویا پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں فقہ جعفریہ کامل طور پر وجود میں آئی اس لئے پانچویں صدی بلکہ سقوط بغداد تک اس فتنہ کا کسی اسلامی حکوت میں نافذ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے بعد مصر میں عباسی خلافت مستنصر باللہ ۶۵۹ھ سے متوکل علی اللہ ثالث ۹۲۳ھ تک وہاں بھی اس فقہ کا نفاذ کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

پھر ترکان عثمانی کی خلافت عثمان اول ۱۲۸۸ھ سے ۱۹۲۴ء تک رہی جب مصطفیٰ کمال نے خلافت کا خاتمہ کر دیا اس عرصے میں بھی اس اسلامی سلطنت کے کسی حصہ میں بھی فقہ جعفریہ کے رائج ہونے کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا۔

مختصر یہ کہ کسی اسلامی حکومت نے کسی دور میں فقہ جعفریہ کو اپنے دستور یا قانون میں جگہ نہیں دی۔

فقہ جعفریہ کے متعلق تاریخی سروے تو ضمناً آ گیا۔ بات یہ چل رہی تھی کہ امام جعفر کے بعد ایک سو اسی برس سے لیکر تین سو دو برس بعد تک یہ کتابیں مدون ہوئیں جو

امام جعفر سے منسوب کر کے فقہ جعفریہ کی اصولی اور بنیادی کتابیں شمار ہوتی ہیں ظاہر ہے کہ اس عرصلے میں امام جعفر کی رایات مختلف راویوں کے ذریعے ان محدثین کے پاس پہنچی ہوں گی اس لئے ان مسائل اور فقہ کی صحیح یا مشکوک ہونے کا انحصار ان رواۃ کی ثقاہت اور عدم ثقاہت ہے اس بناء پر ضروری ہے کہ جعفریہ فن رجال کے بیان کی روشنی میں اس حقیقت کا جائزہ لیا جائے۔

مشہور شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی نے اپنی مایہ ناز کتاب ''حق الیقین'' ص ۱۷۰ پر اس حقیقت کا اظہار یوں کیا ہے:

> ''اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اہل حجاز و عراق' خراسان و فارس وغیرہ سے فضلاء کی ایک جماعت کثیر حضرت باقر اور حضرت صادق نیز تمام آئمہ اصحاب سے تھی۔ مفصل زرارہ محمد بن مسلم' ابو بریدہ' ابو بصیر' شاہین' حمران' جیکر مومن طاق' امام بن تغلب اور معاویہ بن حمار کے اوران کے علاوہ کثیر جماعت بھی تھی جن کا شمار نہیں کر سکتے اور کتب رجال اور علمائے شیعہ کی فہرستوں میں سطور و مذکور ہیں یہ سب شیعوں کے رئیس تھے ان لوگوں نے فقہ' حدیث و کلام میں کتابیں تصنیف کر کے تمام مسائل کو جمع کیا ہے۔ ان لوگوں کا اختصاص آئمہ طاہرین کے ساتھ معلوم و محقق ہے جیسا کہ ابوحنیفہ کے ساتھ ابو یوسف اور اس کے شاگردوں کا اختصاص''

یہ اقتباس ایک طویل بیان کا حصہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱:...... اصحاب آئمہ کی کثیر جماعت جس کا شمار نہیں ان کے مطابق تو کہا نہیں جا سکتا مگر جن کا شمار کیا جا سکتا ہے ان کے نام دیئے گئے ہیں اور وہ شیعوں کے رئیس ہیں۔

۲:...... آئمہ سے ان اصحاب نے فقہ وحدیث کے مسائل جمع کئے ہیں۔

۳:...... اگر یہ حضرات ثقہ ثابت ہو جائیں تو فقہ جعفریہ آئمہ سے ماخوذ ثابت ہو سکتی ہے اس فقہ کا ماخذ کتاب اللہ سے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ شیعہ عقیدہ کی رو سے یہ قرآن محرف ہے اور تحریف بھی پانچ قسم کی ہوئی ہے لہٰذا اس کا کیا اعتبار!

اب ہم ان روسائے شیعہ کے حالات شیعہ کتب رجال سے پیش کرتے ہیں:

(۱) زرارہ:

یہ صاحب تو آئمہ کے بھی رئیس ہیں یہاں تک کہ ان کی علمی فضیلت امام جعفر کے ہم پایہ ہے۔ ''رجال کشی'' میں ہے:

قال اصحاب زرارہ من ادرک زرارہ بن اعین فقد ادرک ابا عبداللہ

''زرارہ کے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ جس نے زرارہ بن اعین کو دیکھا تو گویا اس نے ابوعبداللہ (یعنی امام باقر) کو دیکھ لیا۔''

ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ تعریف اور کیا ہو سکتی ہے، مگر سوال تو امانت و دیانت اور کردار کا ہے سو اس کے متعلق رائے ملاحظہ ہو:

''یہ حکم ایسی جماعت کے حق میں ہے جن کی ضلالت پر صحابہ کا اجماع ہے جیسا کہ زرارہ اور ابوبصیر۔'' (حق الیقین اردو ص ۲۲۷)

یعنی زرارہ اور ابوبصیر بالاجماع گمراہ ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جو خود گمراہ ہے وہ دوسروں کی رہنمائی کیا کرے گا جس راہ پر خود چلا ہے دوسروں کو بھی اسی راہ پر چلائے گا۔

قال (ای امام) نعم زرارہ شر من الیهود و النصاریٰ ومن قال ان مع اللہ ثالث ثلاثہ (رجال کشی ۱۰۷)

''امام جعفر نے فرمایا کہ زرارہ تو یہودی و نصاریٰ اور

تثلیث کے قائلین سے بھی برا ہے۔''

امام جعفر کا زرارہ کو قائلین اور تثلیث سے بھی برا قرار دینا خالی از علت نہیں اور نہ نری شاعری ہے اس سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ امام نے زرارہ کے متعلق آگاہ کر دیا کہ جس طرح قائلین تثلیث نے دین حق سے منہ موڑ کر تثلیث کا عقیدہ گھڑا اور ایک مخلوق کو گمراہ کیا اسی طرح زرارہ بھی دین اسلام سے منحرف ہو کر ایسے عقائد گھڑے گا کہ ایک دنیا گمراہ ہو جائے گی اور واقعی امام کا خدشہ درست ثابت ہوا۔

۳:...... امام جعفر نے فرمایا:

''لعن اللہ زرارہ' لعن اللہ زرارہ' لعن اللہ زرارہ'' (رجال کشی ص ۱۰۰)

یعنی امام جعفر نے تین مرتبہ فرمایا کہ اللہ لعنت کرے زرارہ پر۔

ظاہر ہے کہ جس فقہ کا رئیس اعظم ایسا ہو جس کو امام نے بتاکید ملعون قرار دیا ہو اس فقہ کی ثقاہت' افادیت اور فضیلت کا انکار کون کر سکتا ہے؟

امام تو آخر امام تھے اور امام بقول شیعہ معصوم ہوتا ہے اس لئے معصوم کے قول میں شک کی گنجائش کہاں؟ لہٰذا زرارہ کے ملعون ہونے کا انکار وہی کرے جو امام کا منکر ہو مگر دوسری طرف زرارہ کا ردعمل بھی ناقابل التفات نہیں۔ زرارہ کہتا ہے:

فلما خرجت ضرطت لحیته لا یفلح ابدا (رجال کسی ص ۱۰۶)

''یعنی جب میں باہر نکلا تو میں نے امام کی ڈاڑھی میں پاد مارا اور میں نے کہا کہ امام کبھی نجات نہ پائے گا۔''

مقابلہ بڑا عبرت ناک ہے اور ایک طرف سے لعنت برسائی جاری ہے دوسری جانب سے عدم نجات کی بشارت سنائی جا رہی ہے دیکھنا یہ ہے کہ جس امام کی ڈاڑھی میں پاد مارنے والا اور جس امام کو نجات نہ پانے کی اطلاع دینے والا اسی امام سے منسوب کر کے دین و فقہ سکھائے تو ایسے دین و فقہ کی حیثیت ارباب دانش ہی سمجھ

سکتے ہیں۔

(۲) ابو بصیرہ:

''حق الیقین'' میں زرارہ کے ساتھ گمراہی میں واحد حصہ دار ابو بصیر کو بتایا گیا ہے لہٰذا اسی کے متعلق پہلے بیان ہوتا ہے:

فقہ جعفریہ کے مسائل میں یہ شخص بھی...... میں شمار ہوتا ہے اس لئے امام جعفر کے متعلق اس کا عقیدہ معلوم کر لینا کافی ہے:

> قال جلس ابو بصیر علی باب ابی عبدالله علیه السلام لیطلب الازن ولم یوذن له فقال لو کان معنا طبق لازن قال فجار کلب قشغر فی وجه ابی بصیر.
>
> (رجال کشی ص ۱۱۲)
>
> ''راوی کہتا ہے' ابو بصیر امام جعفر کے دروازے پر بیٹھا تھا اندر جانے کی اجازت چاہتا مگر امام اجازت نہیں دے رہے تھے ابو بصیر کہنے لگا اگر میرے پاس کوئی تھال ہوتا تو اجازت مل جاتی پھر کتا آیا اور اس کے منہ میں پیشاب کر دیا۔''

اس سے ظاہر ہے کہ:

۱:...... ابو بصیر کی نگاہ میں امام جعفر بڑے طماع' دنیا پرست تھے رشوت لیکر ملاقات کی اجازت دیتے تھے۔

۲:...... ابو بصیر خود اصحابہ آئمہ میں اس فضیلت کا مالک تھا کہ دروازے پر پڑا رہے تو اس کو ملاقات کی اجازت ہی نہیں ملتی تھی' اہمیت کا کیا کہنا۔

۳:...... ابو بصیر چونکہ اندھا تھا کتے کو دیکھ نہ سکا مگر اتنا تو سوچتا کہ آنکھیں تو خدا نے بند کی تھیں منہ تو خود بند رکھتا آخر منہ کھول کے لیٹنے میں کون سی حکمت تھی' پھر کتا آخر

جانور ہے مگر اتنی سمجھ تو اسے بھی تھی کہ پیشاب کرنے کے لئے موزوں جگہ کون سی ہے۔

۴:........ یہ اتفاق سمجھئے یا قدرت کی طرف سے انتباہ کہ اس منہ سے گلفشانی کی توقع نہ رکھنا بلکہ جیسا کچھ اس منہ میں داخل ہو رہا ہے ایسی ہی پاکیزہ باتیں اس سے نکلیں گی۔

ظاہر ہے کہ ایسے مقدس منہ سے نکلے ہوئے مسائل کیسے پاکیزہ اور مقدس ہوں گے اور جس امام کے متعلق اس صحابی کی یہ رائے ہے اس سے منسوب کر کے جو مسائل بیان کئے گئے ہوں گے یا گھڑے گئے ہوں گے ان کے ثقہ اور معتبر ہونے میں کس احمق کو ہی شبہ ہو سکتا ہے۔

(۳) محمد بن مسلم

اس کا دعویٰ ہے کہ امام باقر سے ۳۰ ہزار حدیثیں سنیں اور امام باقر سے ۱۶ ہزار حدیث کی تعلیم پائی۔ (رجال کشی ص ۱۰۹)

عن مفضل بن عمر قال سمعت ابا عبداللہ یقول لعن اللہ محمد بن مسلم کان یقول ان اللہ لا یعلم شیاء حتی یکون (رجال کشی ۱۱۳)

"مفضل کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے سنا' فرماتے تھے کہ محمد بن مسلم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو' یہ کہتا تھا کہ جب تک کوئی چیز وجود میں نہ آجائے اللہ کو اس کے متعلق علم نہیں ہوتا۔"

اول تو جس آدمی کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ ہو اس کے تفقہ فی الدین کا طول و عرض آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے پھر جس کو امام جعفر کی طرف سے اللہ کی لعنت کا تحفہ یا سند ملے اس کی ثقاہت کا حال بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ یہاں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے فقہ جعفریہ کی تیاری میں اس امر کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ ان اصحاب آئمہ کی روایات قبول کی جائیں جن کو آئمہ نے ملعون قرار دیا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ کسیکو

اکہری لعنت کسی کو لعنت X لعنت X یعنی (لعنت ۳) مگر اپنا اپنا ظرف جو جتنے کے قابل ہوا اسے اتنا ہی ملتا ہے۔

علامہ مجلسی نے جن تین اصحاب آئمہ کو سرفہرست رکھا ہے ان کے حالات سے اندازہ کرلیا جا سکتا ہے کہ جب اکابر کا یہ حال ہے تو اصاغر کس پائے کے ہوں گے۔

اب ذرا ان اصحاب میں سے بھی ایک معروف شخصیت کا تعارف کرادیا جائے جن کا علامہ مجلسی نے ذکر نہیں کیا مگر ہیں وہ بھی چوٹی کے اصحاب۔

جابر بن یزید:

محمد بن مسلم کا دعویٰ تو آپ نے پڑھ لیا کہ امام باقر سے تیس ہزار احادیث لی تھیں یہ صاحب ان کے بھی استاد نکلے ان کا دعویٰ ملاحظہ ہو:

عن جابر بن یزید الجعفی قال حدثنی ابو جعفر بسبعین الف حدیث (رجال کشی ص ۱۲۸)

''جابر کہتا ہے کہ میں نے امام باقر سے ستر ہزار حدیث تعلیم پائی ہے۔''

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا علمی مرتبہ محمد بن مسلم سے دو چند سے بھی زیادہ ہے اب اسی فضیلت مآب کی دیانت و امانت کا حال سنئے۔

عن زرارہ قال سئلت ابا عبداللہ عن حدیث جابر فقال مارایته عند ابی قط الامرة حدة وما دخل علی قط

(رجال کشی ص ۱۲۶)

''زرارہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے جابر کی احادیث کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ یہ میرے والد سے صرف ایک مرتبہ ملا اور میرے پاس تو کبھی آیا ہی نہیں۔''

یہ بات رئیس اعظم زرارہ بیان کر رہا ہے نہ جانے اسے اس کی ضرورت

کیوں محسوس ہوئی، ممکن ہے اس کا ستر ہزار احادیث کا دعویٰ سن لیا ہوگا۔ تو اسے تعجب، حسرت یا رشک پیدا ہوا ہوگا۔ مگر جواب جو ملا اس سے زرارہ کی تشفی تو شاید ہوگئی ہو مگر امام کے بیان نے تو عجائبات کا ایک باب کھول دیا۔ مثلاً

۱:...... ایک ملاقات میں اامام نے ستر ہزار حدیثیں تعلیم فرمادیں یعنی اگر ایک منٹ فی حدیث شمار کیا جائے تو ۱۱۶۶ گھنٹے بنتے ہیں یعنی ۴۸ دن سے کچھ زیادہ وقت بنتا ہے سوال یہ ہے کہ کیا اتنی لمبی نشست کا تصور کیا جا سکتا ہے؟

۲:...... اگر جابر صرف حدیثیں سنتا رہا تو اس کے حافظہ کا کمال ہے کہ ایک دفعہ سن کر ستر ہزار حدیث یاد کرلیں۔

۳:...... اگر یہ محال نظر آتا ہے تو پھر وہ ساتھ ساتھ لکھتا رہا اگر یہ صورت فرض کر لی جائے تو وقت کو اور بڑھانا پڑے گا دو چند سے کم کیا ہوسکتا ہے گویا یہ ایک ملاقات تین مہینے سے بھی تجاوز کرگئی اگر یہ نہ مانا جائے تو اور صورت کوئی نہیں کیونکہ اس زمانے میں شارٹ ہینڈ کے فن کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

۴:...... اگر جابر کا دعویٰ تسلیم کیا جائے تو سب سے پہلے عقل اسے تسلیم نہیں کرتی اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ امام کو جھوٹا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

۵:...... اگر امام کو سچا تسلیم کریں جیسا کہ ضروری ہے تو جابر کو پرلے درجے کا جھوٹا ماننا پڑتا ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں۔

اصحاب آئمہ میں سے کچھ مستند کتابیں ''حق الیقین'' میں کچھ غیر مذکور کے حالات نمونہ کے طور پر شیعہ کی کتب رجال میں سے پیش کیے گئے

اب ذرا اس معاملے کو ایک اور زاویے سے دیکھئے:

۱:...... علامہ مجلسی نے تو فرمایا کہ یہ ''کثیر جماعت تھی جو سب شیعوں کے رئیس تھے'' مگر آئمہ کا بیان اس سے مختلف ہے مثلاً

اصول کافی ص ۴۹۶ امام جعفر کا بیان ہے:

''اے ابو بصیر اگر تم میں سے (جو شیعہ ہو) تین مومن مجھے مل جاتے جو میری حدیث ظاہر نہ کرتے تو میں ان سے اپنے حدیثیں نہ چھپاتا۔''

یہ بیان کیا ہے حقائق کا ایک بحر نا پیدا کنار ہے، پہلی بات یہ ہے کہ امام جعفر کو عمر بھر میں تین مومن بھی نہ ملے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مومنوں کی فوج نہیں کھڑی کرنا چاہتے تھے بلکہ اپنے علوم اور اپنی حدیثیں سنانا چاہتے تھے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جب انہیں تین مومن نہ مل سکے تو انہوں نے اپنی حدیثیں کسی کو نہیں سنائیں جس سے منطقی طور پر یہ نتیجہ نکلا ہے کہ یہ ''کافی' استبصار' تہذیب اور من لایحضرہ الفقیہ'' کی صورت میں ہزاروں حدیثیں جو امام جعفر سے منسوب ہیں وہ ان سے، بیزاری کا اعلان کر رہے ہیں اور یہ سب جھوٹ' بناوٹی ذخیرہ ہے۔

چوتھی بات اگر اس کا نتیجہ یہی ہے اور دوسرا کوئی ہو نہیں سکتا تو فقہ جعفریہ کی قدر و قیمت تو امام نے خود متعین کر دی۔

پانچویں بات یہ ہے کہ امام کا مقصد صرف کسی محرم راز کو حدیثیں سنانا تھا' حدیثیں پھیلانا مطلوب نہیں تھا اس لئے فرمایا ان تین مطلوبہ مومنوں کی صفت بیان کی جو میری حدیثیں ظاہر نہ کرتے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ امام کی حدیثیں ظاہر کرنے کی چیز نہیں چھپا کر رکھنے کی چیز ہے تو پھر فقہ جعفریہ کو بر سر منبر اور بر سر دار لانے کے جتن کیوں ہو رہے ہیں؟ یہ تو امام کی مخالفت کی تحریک ہے ان کی خلاف ایجی ٹیشن ہے یہ تو سٹرائیک ہے۔ امام جعفر نے اس سے آگے ایک قدم اور بڑھا کر فرمایا:

''میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں پایا جو میری وصیت قبول کرتا اور میری اطاعت کرتا سوائے عبداللہ بن یعفور کے۔'' (رجال کشی ص ۱۶۰)

لیجئے امام نے ایک اور گتھی سلجھادی۔

ا:...... امام جعفر کوئی شاعری نہیں کررہے کہ شاعری کی ساری روش ہی مبالغہ سے ہوتی ہے بلکہ وہ تو حقیقت بیان کررہے ہیں۔

۲:...... جب امام جعفر کی ذات موجود تھی ان کی اطاعت کرنے والا صرف ایک مرد میدان نظر آتا ہے تو آج امام جعفر کی طرف منسوب فقہ جعفریہ پر عمل کرانے اور اسے نافذ کرانے کی کیا مجبوری ہے۔

۳:...... اطاعت شعار صرف ایک ہے تو یہی قابل اعتماد بھی ہوگا۔ اس لئے دین کی روایت جو اس سے چلی وہی معتبر ہوگی اس صورت میں دین شیعہ کا سارا محل خبر واحد پر استوار ہوگا۔ مگر اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بھی اپنے بھائیوں سے کچھ مختلف نہیں بلکہ بات وہی ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ۴۶۰ھ تک فقہ جعفریہ کی کوئی کتاب مدون نہیں ہوئی تھی، وہاں احادیث کی یہ چار کتب وجود میں آ گئی تھیں مگر ان میں جو روایات درج ہیں وہ اکثر ان اصحاب آئمہ سے مروی ہیں جن کو آئمہ نے گمراہ، معلون، یہود ونصاریٰ سے بھی بدتر مخلوق قرار دیا لہٰذا آئمہ کے بیان کے مطابق ان کتابوں کی روایات قابل اعتماد نہیں۔

پانچویں صدی ہجری میں مصنف ''تہذیب الاحکام'' اور ''استبصار'' کے بعد فقہ جعفریہ کے کام میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی اور ان کتابوں کی عام اشاعت بھی نہ ہوئی اور زیر زمین ہی کام ہوتا رہا۔ دین شیعہ تو سراسر راز اور اخفا کی چیز ہے اگر کسی وقت کسی نے اس عقیدہ کو عام کرنے کی کوشش کی تو اسے سرزنش کی گئی جیسا کہ ''اصول کافی ص ۱۴۰ پر ہے''

قال ابو جعفر ولایتہ اللہ اسر ھا الی جبرئیل و اسرھا

جبرائیل الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسرھا محمد
الی علی و اسرھا علی الی من شاء ثم انتم تذیعون ذالک

امام ابو باقر نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولایت کا راز جبرائیل کو راز میں بتایا جبرائیل نے یہ راز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخفی طور پر بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ راز حضرت علی کو کان میں بتایا پھر حضرت علی نے جسے چاہا بتایا مگر تم لوگ اسے ظاہر کرتے پھرتے ہو۔

گویا ولایت و امامت کا عقیدہ ہی راز کی چیز ہے اور شیعہ مذہب کی جان بھی عقیدہ تو ہے لہٰذا اسے ظاہر کرنا امام کو ناراض کرنے کے مترادف ہے۔

آخر آٹھویں صدی ہجری میں ایک مجاہد اٹھا اس نے فقہ جعفریہ کی پہلی کتاب صحیح فقہی طرز پر لکھی۔ اس فقیہ کا نام محمد جمال الدین مکی ہے اور اس کتاب کا نام "**لمغرد مشقیہ**" ہے اس سلسلے میں چونکہ یہ پہلی کوشش تھی اس لئے اس کی پذیرائی اور قدر افزائی ہونی ایک فطری بات ہے۔ مگر حالات اس کے برعکس نظر آتے ہیں اسے واجب القتل قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس کی وجہ اس کتاب کی تصنیف ہی ہو سکتی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب کوئی علمی یا دینی خدمت نہیں سمجھی گئی بلکہ اس کے الٹ ہی کچھ سمجھا گیا اب اس کا نام جو چاہو رکھ لو۔ مگر جعفریہ نے اس شہید اول کا لقب دیا۔

اس کے قتل سے عوام میں فقہ جعفریہ کی قدر و قیمت کا ایک معیار تو قائم ہو گیا پھر حسب سابق جعفریہ زیر زمین ہی کام کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ دسویں صدی ہجری میں ایک اور مجاہد اٹھا اور اس نے فقہ جعفریہ کو عام فہم کرنے اور اسے پھیلانے کے لئے "**لمغہ دمشقیہ**" کی شرح **روضة البهیه** کے نام سے لکھی اس کا نام علامہ زین الدین ہے جب متن لکھنے والا واجب القتل قرار دیا گیا تو اس کے شرح لکھنے والے کو کون سی جاگیر ملنی تھی چنانچہ اسے بھی واجب القتل قرار دے کر قتل دیا گیا۔ اور جعفریہ

نے بھی حسب عادت اس کو شہید ثانی کا لقب دیا۔ فقہ جعفریہ کا علمی سرمایہ یہی کچھ ہے ان کتابوں پر ممکن ہے انفرادی طور پر نیک شیعہ عمل کرتے ہوں مگر اجتماعی طور پر کسی حکومت نے اس فقہ کو قابل سرپرستی اور قابل نفوذ نہ سمجھا۔

علامہ مجلسی نے اپنی کتاب ''حق الیقین'' میں جہاں یہ بیان کیا کہ ''ان لوگوں (یعنی آئمہ) نے فقہ حدیث و کلام میں کتابیں تصنیف کر کے تمام مسائل جمع کیا'' یہ بات ایک تاریخی مغالطہ نظر آتا ہے زرارہ، محمد بن مسلم، ابو بصیرہ جن کے نام درج ہیں انہوں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی بلکہ ان کے بعد قریباً دو صدیوں سے لیکر تین صدیوں تک لوگوں نے ان کے نام سے روایات جمع کر کے وہ چار کتابین تصنیف کیں جن پر اوپر بحث کی جا چکی ہے۔

پھر علامہ مجلسی نے فرمایا ان لوگوں کا اختصاص آئمہ طاہرین کے ساتھ معلوم و مستحق ہے جیسا کہ ابو حنیفہ کے ساتھ ابو یوسف اور اس کے شاگردوں کا اختصاص ہے۔ یہ تشبیہ اور تمثیل بھی خلاف حقیقت ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کے حالات تو یہ ہیں کہ انہوں نے چالیس ماہرین فن کی ایک مجلس مذاکرہ بنائی تھی ہر آدمی ایک خاص فن میں مہارت رکھتا تھا پھر جو نئے مسائل پیش آتے وہ قرآن و سنت اور تعامل اصحابؓ کی روشنی میں زیر بحث آ کر طے ہوتے جب کسی نتیجے پر پہنچتے تو ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے امام شیبانی اسے لکھ لیتے چنانچہ امام محمد شیبانی کی چھ تصانیف فقہ حنفی میں کتب ''ظاہر الروایۃ'' کے لقب سے مشہور ہوئیں اور اسی دوران تصنیف ہوئیں اور ابو حنیفہؒ کے دوسرے شاگرد ابو یوسف نے ''کتاب الخراج'' تصنیف کی اور فقہ حنفی با قاعدہ طور پر خلفائے عباسیہ نے اپنی سلطنت میں رائج بلکہ اور بھی اسلامی ممالک میں فقہ حنفی رائج رہی اس کے مقابلے میں علامہ مجلسی نے جن اصحاب آئمہ کو ابو حنیفہ کے شاگردوں سے تشبیہ دی ہے انہوں نے نہ تو کوئی کتاب تصنیف کی نہ قرآن و سنت تک پہنچے بلکہ صرف امام کی بات بلکہ امام سے منسوب کر کے اپنی بات بیان کرتے رہے اور بعد والوں نے

ان کی روایات کو جمع کر کے فقہ جعفریہ کا نام دے دیا۔

جہاں تک اس فقہ کے رائج ہونے کا تعلق ہے تو یہ بات خواب وخیال سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

خلفائے ثلاثہ کے عہد میں وہی فقہ رائج تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کی روشنی میں اپنے ارشادات اور صحابہ کی عملی تربیت کر کے رائج فرمائی تھی۔ حضرت علی نے اپنے عہد خلافت میں اس فقہ سے بال برابر بھی انحراف نہیں کیا یعنی انہوں نے بھی وہی فقہ رائج رکھی جو خلفائے ثلاثہ کے عہد میں رائج رہی۔ اگر حضرت علی کوئی نئی فقہ رائج یا نافذ کرتے چاہے اس کا نام فقہ جعفریہ نہ ہوتا کوئی اور ہوتا یا۔ بے نام ہوتی' بلکہ اس فقہ سے مختلف جو خلفائے ثلاثہ کے عہد میں رائج رہی تو بعد میں آنے والوں کو بھی حق پہنچتا تھا کہ اس علوی فقہ کے نفاذ کا مطالبہ کرتے یا اس کی جدوجہد کرتے جس فقہ پر حضرت علیؓ نے اپنا پورا عہد خلافت گزار دیا آج نام نہاد محبان علیؓ کو اس فقہ سے بیر کیوں ہے؟ یہی وہ فقہ ہے جو خلفائے عباسیہ کے عہد میں آ کر باقاعدہ فقہی تربیت سے مدون ہو کر فقہ حنفی کے نئے نام سے اسی پرانی صورت اور اسی نبوی اصول پر رائج ہوتی پھر قریباً تمام اسلامی سلطنتوں میں یہی فقہ رائج رہی اور حکومت کی طرف سے نافذ ہوتی رہی۔

انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ان رؤسا شیعہ نے آئمہ سے جو روایات منسوب کی ہیں ان سے بڑھ کر آئمہ کی توہین کی کوئی صورت تصور میں نہیں آ سکتی حالانکہ آئمہ کرام اہلسنت کے عقیدہ کے اعتبار سے اور حقیقت کے لحاظ سے نہایت پاک شستہ اور ظاہراً و باطناً کتاب وسنت کے عامل' کامل اولیا اللہ اور اس فقہ کے مطابق زندگی بسر کرنے والے تھے جو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۲۳ سالہ نبوی زندگی میں صحابہؓ کو سکھائی اور جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے عمل کرایا اور جس پر

خلفائے راشدین حضرت علیؓ سمیت عمل کرتے رہے۔

حضرات قارئین شیعت پر میں نے اپنے پورے مطالعہ کا حاصل ان چند صفحات میں آپ کے سامنے مختصراً تحریر کردیا ہے ان تمام باتوں کا مقصد آپ سے کوئی کوئی مطالبہ کرنا نہیں ہے بلکہ آپ کو صرف اس بات سے آگاہ کرنا ہے کہ شیعت جو اساس سے لیکر جزیات تک اسلام سے متضاد ہے اب اپنا سیاسی تسلط ایران سے نکل کر بیرون ایران بھی قائم کرنا چاہتی ہے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی موجودگی میں ہمیں اپنے دعویٰ پر کوئی ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ شیعوں کی نمائندہ یہ تنظیم ہمارے بیان کی صداقت پر خود بہت بڑا ثبوت ہے۔

آپ بے شک شیعوں سے رشتہ داریاں بڑھائیں دوستیاں اور روابط بڑھائیں معاملات اور لین دین کریں بے شک آپ ان سے تعاون کی فضا سازگار بنائیں آپ کے یہ تمام اعمال شیعت کے سیاسی تسلط کی راہ مزید ہموار کریں گے۔ لیکن آپکے دل میں ایمان کی ذراسی رمق موجود ہو تو ذرا سوچیں کہ:

اللہ کے ہاں آپ کیا جواب دیں گے' ہاں وہ حضرات شیعہ جو لاعلمی کی وجہ سے روافض کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں حقائق کے منکشف ہونے کے بعد اگر اپنے پورے ارادے اور شعور کے ساتھ حق کا ساتھ دیں گے تو وہ اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کریں گے اور آخرت میں بھی لازوال جنت ان کا مقدر ہوگی۔

ہاں ہمارا مطالبہ صرف ان لوگوں سے ہے جو خیر و شر کی اس چپقلش میں باطل کے خلاف حق کے دست و بازو بننا چاہیں اور ان سے مطالبہ صرف اتنا ہے کہ:

اپنی پوری توانائی کو بروئے کار لاکر نتیجہ سے بے فکر ہو کر حق کی قوت بنے رہیں اور ذہن میں یہ بات بٹھالیں۔

شکوۂ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر ہے
اپنے حصے کی کوئی شمع جلائے رکھنا

بسم الله الرحمن الرحيم

THE HAQ CHAR YAAR WEBSITE
IS DEDICATED IN THE NAME OF
THE COMPANIONS [R.A]
OF
PROPHET [PEACE BE UPON HIM].
WE ARE REVEALING THE TRUTH AND
FACTS ABOUT THE ANTI SAHABAH [R.A]
PROPAGANDA OF
THE NON MUSLIM ORGANIZATIONS.

WWW.KR-HCY.COM

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

قال قال رسول الله صلّی الله علیه وسلم :

سیأتی قوم یسبونهم ولیستنقصونهم فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواکلوهم ولا تناکحوهم ولا تنکحوا الیهم ولا تصلوا علیهم حلت اللعنة علیهم۔

ترجمہ:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ایک قوم آئے گی جو صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا بھلا کہے گی۔ اور ان میں نقص نکالے گی انکے ساتھ نہ بیٹھنا نہ کھانا پینا نہ نکاح کرنا (نہ رشتہ رکھنا) اور نہ انکے ساتھ نماز پڑھنا نہ انکی نماز (جنازہ) پڑھنا اور ان پر لعنت کرنا درست ہے۔

از

قطب ربانی فیض یزدانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(غنیۃ الطالبین صہ ۱۷۹)